عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۲۶ شوال تا ۳ ذیقعد ۱۴۱۷ھ بمطابق ۷ تا ۱۳ مارچ ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۴۱

جناب نواز شریف کی پہلی تقریر
قابل تعریف اور قابل مذمت
اقدامات

مرتدین کے خلاف حضرت
ابوبکر صدیقؓ کا اقدام

خاتم الانبیاء کے امتیوں کا ایک نرالا اعزاز

قادیانی یا احمدی

قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت

خواتین کا باریک لباس پہننا اور اس کے نقصانات

قیمت: ۵ روپے

مسلمان اور قادیانی کے کلمہ اور ایمان میں بنیادی فرق

س..... انگریزی دان طبقہ اور وہ حضرات جو دین کا زیادہ علم نہیں رکھتے لیکن مسلمانوں کے آپس کے افتراق سے بیزار ہیں قادیانیوں کے سلسلہ میں بڑے گومگو میں ہیں۔ ایک طرف وہ جانتے ہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہئے جبکہ قادیانیوں کو کلمہ کا بیج لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے دوسری طرف وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تھا۔ برائے مہربانی آپ بتایئے کہ قادیانی جو مسلمانوں کا کلمہ پڑھتے ہیں کیونکر کافر ہیں؟

ج..... قادیانیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں' جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے' تو پھر آپ لوگ مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنے رسالہ "کلمۃ الفصل" میں اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں۔ ان دونوں جوابوں سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ قادیانی صاحبان "محمد رسول اللہ" کا مفہوم کیا لیتے ہیں؟

مرزا بشیر احمد صاحب کا پہلا جواب یہ ہے کہ:

"محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں' اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں۔ ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں! حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی۔

غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس"۔

یہ تو ہوا مسلمانوں اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کے کلمے میں پہلا فرق ..... جس کا حاصل یہ ہے کہ قادیانیوں کے کلمہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے' اور مسلمانوں کا کلمہ اس "نئے نبی کی زیادتی" سے پاک ہے۔ اب دوسرا فرق سنئے! مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا' اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی' کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ (یعنی مرزا صاحب) خود فرماتا ہے۔ "صار وجودی وجودہ" (یعنی میرا وجود محمد رسول اللہ ہی کا وجود بن گیا ہے از ناقل) نیز "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای" (یعنی جس نے مجھ کو اور مصطفیٰ کو الگ الگ سمجھا' اس نے مجھے نہ پہچانا' نہ دیکھا ناقل) اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ (نعوذ باللہ۔ ناقل) جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔

پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔

ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی .... فتدبروا"۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸ مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۳، ۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہوا کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں اور قادیانی جب "محمد رسول اللہ" کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے جو لکھا ہے کہ "مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں دوبارہ تشریف لائے ہیں"۔ یہ قادیانیوں کا بروزی فلسفہ ہے۔ جس کی مختصر سی وضاحت یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کو دنیا میں دو بار آنا تھا۔ چنانچہ پہلے آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور دوسری بار آپ ﷺ نے مرزا غلام احمد کی بروزی شکل میں۔ معاذ اللہ ..... مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں جنم لیا۔ مرزا صاحب نے تحفہ گولڑویہ۔ خطبہ الہامیہ اور دیگر بہت سی کتابوں میں اس مضمون کو بار بار دہرایا ہے۔ (دیکھئے خطبہ الہامیہ) یاد رہے کہ قادیانیوں کا یہ بروزی فلسفہ بعینہ ہندوؤں کا آواگون ہے۔

اس نظریہ کے مطابق قادیانی امت مرزا صاحب کو "عین محمد" سمجھتی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ نام'

باقی صفحے ۲ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد ۱۵ شمارہ ۴۱

۲۶ شوال تا ۳ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ
بمطابق ۷ تا ۱۳ مارچ ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

- جناب نواز شریف کی پہلی تقریر قابل تعریف اور قابل مذمت اقدامات ۴
- خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے امیوں کا ایک نرالہ اعزاز ۶
- ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام ۹
- حیات عیسیٰ علیہ السلام ۱۳
- مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اقدام ۱۶
- قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت ۱۸
- قادیانی یا احمدی ۲۲
- خواتین کا باریک لباس پہننا اور اسکے نقصانات ۲۴

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ, U.K.
PHONE: 071-737-8199

مجلس ادارت
- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی — مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

نمائندہ ویسٹرن: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے — ششماہی ۱۲۵ روپے — سہ ماہی (۷۵) روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش نمبر ۹۰۷۰۸ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122-583486 فیکس 542277

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳۵ ویسٹ وہارف روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب نواز شریف صاحب کی پہلی تقریر
قابل تعریف اور قابل مذمت اقدامات کا مجموعہ

وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد اتوار ۲۳ فروری کو قوم سے پہلا خطاب فرمایا جس میں کچھ اقدامات' کچھ ترغیبات اور کچھ فیصلوں کا اعلان کیا۔ آج کی نشست میں ہم اس تقریر کے حوالے سے کچھ باتیں عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

جناب نواز شریف کی تقریر فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے واقعی بہترین تقریر تھی اور بعض اقدامات جن کا اعلان کیا گیا وہ اگر واقعی اعلانات نہیں بلکہ عزم ہیں تو یقیناً" ان کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور اگر نواز شریف نے یہ تقریر قوم کو لبھانے یا ان کے منہ میں "لالی پوپ" دینے کے لئے نہیں کی اور نہ ہی یہ کسی ادیب کی لفاظی کا شاہکار تھی تو یہ واقعی ایک بہترین لائحہ عمل ہے۔ خدا کرے نواز شریف کی یہ تقریر' تقریر نہ ہو بلکہ عزم کا اظہار ہو۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ پاکستانی قوم پے درپے ایسے حادثات اور دھوکوں کا شکار ہو چکی ہے کہ اب صحیح اور غلط کا فرق ختم ہو گیا ہے اور سچی بات پر بھی یقین کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس لئے نواز شریف کی تقریر کے حوالے سے بھی لوگوں کے تاثرات کچھ اسی قسم کے ہیں' اگرچہ کہنے والے کہتے ہیں کہ اب نواز شریف کچھ کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ خدا کرے کہنے والوں کی بات درست ہو اور کام کرنے کا موقع دینے والے نواز شریف کو موقع بھی دیں۔

تقریر کے بعد اچھے اقدامات سے پہلے ہم ان اقدامات پر تبصرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو ملک و ملت کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ پتہ نہیں ان کا مشورہ نواز شریف کو کس نے دیا ہے۔ ایسے ہی غلط مشیر حکمرانوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اسی لئے خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے گورنروں کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "مشیروں کی تقرری میں جلد بازی نہ کرو بلکہ ان کو اچھی طرح پرکھ لو کہ وہ خوشامدی تو نہیں' بلکہ تمہارے مخلص ہیں کیونکہ مخلص مشیر تمہاری صحیح رہنمائی بھی کریں گے اور تمہیں نقصانات سے بھی بچائیں گے اور تمہیں تباہ ہونے نہیں دیں گے"۔ ان غلط اور مضر اقدامات میں سے پہلا اقدام سود پر رقم کی طلبی ہے۔ اقتصادی بحران کو ختم کرنے کے لئے نواز شریف نے عطیات طلب کئے اور قرض حسنہ کی درخواست کی۔ تیسری درخواست بھی انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ فکسڈ ڈپازٹ میں دو سال یا پانچ سال کے لئے رقم جمع کرائیں اور اس سے منافع بھی حاصل کریں لیکن حکومت سے صرف اتنا تعاون کریں کہ دو سال یا پانچ سال رقم نہ نکالیں۔ ہماری معلومات کے مطابق اس طرح ملکی بینکوں کے پاس کثیر سرمایہ جمع ہو جائے گا جس سے سرمایہ کاری کی جائے گی۔ آج کی دنیا میں اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور مغربی ممالک کا اکثر نظام اسی کے بل بوتے پر چلتا ہے۔ لیکن ہمارا ملک اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا اور نواز شریف کو ۱۹۹۰ء میں بھی اور ۱۹۹۷ء میں بھی لوگوں نے اسلام کے نام پر ووٹ دیئے۔ ۱۹۹۰ء میں نواز شریف کی جماعت اسلامی جمہوری اتحاد کا نعرہ تھا "شریعت بل منظور کیا جائے گا" اور ۱۹۹۷ء میں نواز شریف نے نعرہ لگایا تھا "خلافت راشدہ کا نظام رائج کیا جائے گا"۔ ان نعروں کی روشنی میں قوم کو ان کی پہلی تقریر سے یہ امید تھی کہ وہ اسلامی نظام کے سلسلے میں بھی کچھ نکات کا اعلان کریں گے لیکن ایسا کوئی اعلان نہیں کیا گیا جس سے مذہبی طبقوں کو مایوسی ہوئی اس کے ساتھ فکسڈ ڈپازٹ کے ذریعہ اقتصادی

بحران سے نمٹنے کے لئے اپیل پر بھی مذہبی حلقوں کی طرف سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ جب نواز شریف نے عطیات اور قرض حسنہ کا اعلان کیا ہے تو پھر اس سودی اسکیم کے اعلان کی ضرورت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ پھر سود کو منافع کی رقم کہہ کر ترغیب دینا سراسر خدا تعالیٰ سے جنگ کے مترادف ہے۔ فکسڈ ڈپازٹ کے تحت جمع ہونے والی رقم پر جو زائد رقم دی جاتی ہے وہ منافع نہیں بلکہ سود ہے اور سود کو منافع کہنا قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی سراسر خلاف ورزی ہے اور اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ یہ ایسا جرم ہے کہ اگر عمداً" سرزد ہو تو اس سے کفر لازم آتا ہے۔ نواز شریف کو سب سے پہلے سود کو منافع کہنے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے اور اس گناہ سے توبہ کرتے ہوئے فوری طور پر اس اقدام کو واپس لے کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقتصادی بحران سے نمٹنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نواز شریف اس بات کو ذہن میں رکھ لیں کہ غیر اسلامی اور غیر شرعی اقدامات سے وہ کسی صورت میں بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ پہلی دو اسکیمیں بہترین ہیں اور انشاء اللہ قوم اس اپیل پر لبیک کہے گی۔

دوسرا سب سے بڑا نقصان جمعہ کی تعطیل ختم کر کے اتوار کی چھٹی کے اعلان سے ہوا۔ جمعہ کی چھٹی کا اعلان بھٹو دور میں قومی اتحاد کی تحریک کو ناکام بنانے کے لئے چند اسلامی اقدامات کے ضمن میں کیا گیا تھا۔ اس وقت سے اب تک جمعہ کی چھٹی پاکستان میں اسلامی تشخص کی علامت کے طور پر جاری ہے۔ گزشتہ ادوار میں کئی مرتبہ اس کو ختم کرنے کی کوشش ہوئی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں بھی اس کو ختم کرنے کی کوشش ہوئی۔ دینی جماعتوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ بے نظیر کے دور میں بھی کوشش ہوئی۔ اسٹاک ایکسچینج وغیرہ نے اعلان بھی کر دیا لیکن عوام نے خود ہی اس چھٹی کو مسترد کر دیا۔ حکومت کو یہ اقدام واپس لینا پڑا۔ اب نواز شریف کی طرف سے ایک اچھے لبادے میں اوڑھ کر اس اقدام کو نافذ کر کے پاکستان کے اس اسلامی تشخص کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کے لئے دلیل بھی قرآنی آیت سے دی گئی ہے اور وزیر اعظم صاحب نے فرمایا کہ چھٹی کی وجہ سے جمعہ کا تقدس ختم ہو رہا تھا' یہ تو ایسی دلیل ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی مسجد میں کوئی گناہ کا کام کر رہا ہو تو گناہ کے کام کو ختم کرنے کے بجائے مسجد کو منہدم کر دیا جائے۔ اگر جمعہ کے تقدس کو ختم کیا جا رہا تھا تو ان حرکات پر پابندی عائد کی جانی چاہئے تھی نا کہ جمعہ کی چھٹی ختم کر کے ایک اسلامی ملک کا تشخص ختم کر دیا جائے' یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ اور جمعہ کی چھٹی ختم کر کے اتوار کی چھٹی کرنا عیسائیت کی تقلید ہے اور اس اقدام کی کسی صورت میں حمایت نہیں کی جا سکتی۔ نواز شریف کا یہ اقدام مغرب کو خوش کرنے کی بے نظیر کوشش ہے۔ ٹھیک ہے جمعہ کی چھٹی سے تقدس پامال ہوتا ہے تو جمعہ کی چھٹی ختم کر کے کسی اور دن چھٹی کر لی جائے یا بالکل ہی چھٹی ختم کر دی جائے۔ اسلامی ملک میں اتوار کی چھٹی سے عیسائیت کو فروغ ہو گا اور اتوار کے دن کو تقدس حاصل ہو گا۔ سعودی عرب میں جمعرات اور جمعہ کی چھٹی ہونے سے کونسی ان کی تجارت تباہ ہوئی' ہاں یہ نقصان ضرور ہوا کہ جمعرات' جمعہ اور اتوار تین دن چھٹی کی وجہ سے عرب ممالک میں کام کرنے والے پاکستانی جو کثیر مقدار میں پاکستان زرمبادلہ بھیجتے ہیں وہ ان تین دنوں کی چھٹی کی وجہ سے بجائے حکومتی ذرائع سے رقم بھیجنے کے ہنڈی کے طریقے سے رقم پاکستان بھیجیں گے جس سے پاکستان کی حکومت کو زرمبادلہ میں شدید نقصان ہو گا۔ پاکستان اور امریکہ اور یورپ کے اوقات میں فرق ہے۔ کیسی بھی چھٹی ہو ان ممالک سے تجارتی رابطہ کے لئے رات کو کام کیا جا سکتا ہے اس لئے یہ دلیل بھی کوئی وزنی نہیں۔ نواز شریف کو یہ اقدام واپس لینا ہو گا۔ ورنہ سودی نظام اور جمعہ کی چھٹی ختم کرنے کے اقدام کہیں نواز شریف کو سابقہ دور کی طرح اکثریت کے باوجود نہ لے ڈوبیں امید ہے کہ ان دو غلط اقدام کو فوراً" واپس لیا جائے گا۔ اقتصادی بحران کو حل کرنے کے لئے اور ملک کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے جو منصوبے اور جذبات نواز شریف نے اپنی تقریر میں ظاہر کئے ہیں وہ قابل ستائش ہیں اسی طرح پر تعیش زندگی ختم کرنے' قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم اور ترجمہ قرآن لازمی کرنے' اسکولوں کے قیام اور تنخواہوں میں اضافے کے اقدامات بہت ہی مبارک ہیں اور پوری قوم ان اقدامات پر نواز شریف کو مبارکباد بھی پیش کرے گی اور ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔ اہم گزارش یہ ہے کہ اس وقت زبانی دعاوی قوم کی حالت کو نہیں بدل سکتے انقلابی عملی اقدامات ہی سے قوم کی تقدیر بدلی جا سکتی ہے۔ لیڈروں اور افسران بالا کی طرح قوم بھی کافی حد تک برائی میں مبتلا ہو چکی ہے سخت اقدامات' قانون کی حکمرانی اور انقلابی جذبات ہی سے قوم کو سدھارا جا سکتا ہے۔ اگر نواز شریف نے اس قوم کی حالت بدل دی تو تاریخ میں امر ہو جائیں گے ورنہ صدر ایوب' یحییٰ خان' بھٹو کا انجام ان کے سامنے ہے اس وقت ضرورت ہے کہ پاکستانی قوم کے اسلامی تشخص کو اجاگر کر کے غیر اسلامی اقدامات کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت حاصل کی جائے۔ قوم اسلامی اقدامات کی منتظر اور ان کے نفاذ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔

خاتم الانبیاء کے اُمتیوں کا ایک منفرد اعزاز

امت محمدیہ (ﷺ) کا ایمان اس اساس اور بنیاد پر مبنی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں' ان پر سلسلہ وحی اور نبوت ختم ہوچکا ہے اور قرآن مجید اللہ کی آخری وحی اور اس کا آخری کلام ہے۔ دین اسلام نے جس کی تعلیم پہلے انبیاء کرام کی وساطت سے نوع انسانی کے مختلف گروہوں کو جزوا" جزوا" پہنچتی رہی' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کامل و اکمل صورت اختیار کرلی۔ اس کے بعد قیامت تک کے لئے کسی نئے نبی کے آنے اور کسی انسان پر وحی کے نازل ہونے کی ضرورت باقی نہ رہی اور یہ کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت و رسالت کا مدعی ہو یا سلسلہ نبوت کے اجراء کا عقیدہ رکھتا ہو' وہ کاذب اور دجال ہے اور تعزیرات اسلامی کی رو سے سزاوار قتل ہے۔ اس کی سند اور دلیل میں کتاب اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حسب ذیل حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم

ماکان محمدا" ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب آیت ۴۰)

(ترجمہ) "محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی اس سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔"

اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبی باپ نہیں' جیسے کفار بطور طنز کے کہا کرتے تھے' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کی وجہ سے اپنی امت کے

مولانا تاج محمودؒ

روحانی باپ ہیں اور روحانی باپ کی شفقت نسبی باپ کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ آپ روحانی باپ ہیں بلکہ آپ اتنی مخلوق کے روحانی باپ ہیں کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی رسول مبعوث ہونے والا نہیں۔ ان کا سلسلہ نبوت تو قیامت تک چلنے والا ہے اور صبح قیامت تک جتنے لاتعداد مسلمان پیدا ہونے والے ہیں' وہ سب آپ ﷺ کی اولاد ہیں۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ آپ اپنی امت کی ہمدردی اور خیرخواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے' کیونکہ وہ انبیاء جن کے بعد دوسرے انبیاء و رسل آنے کی توقع ہو' ان سے کوئی چیز اگر رہ جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء اس کی تکمیل کرسکتے ہیں' لیکن جو تمام انبیاء و رسل کا خاتم اور آخر ہو اس کو یہ فکر دامن گیر ہوگی کہ مخلوق کے لئے راستہ ایسا صاف کردیا جائے کہ ان کو کسی وقت گمراہی کا خطرہ نہ ہو۔ چنانچہ ہمارے آقائے نامدار سرور کائنات ﷺ نے ہمارے لئے دین اسلام کو کامل اور اکمل طریق پر اس طرح پیش کردیا ہے کہ آپ کے بعد نہ کسی شریعت سابقہ کی ضرورت ہے' نہ آئندہ کی۔ نہ کسی نبی جدید کی ضرورت ہے اور نہ کسی شریعت جدیدہ کی۔ قرآن مجید نے اس شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان ان الفاظ میں کردیا ہے:۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

(المائدہ آیت ۳)

(ترجمہ) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کرلیا۔

ارشادات نبوی ﷺ

صرف دو آیات کریمہ پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ قرآن کریم میں ایک سو سے زائد آیات میں ختم نبوت کا ثبوت موجود ہے۔

تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین ہونے کے سلسلے میں ارشاد فرمایا:

○ میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں (کنزالعمال جلد ۲ ص ۱۱۳)

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (کنزالعمال جلد ۲ ص ۱۲۰)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول

ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی"۔ (ترمذی امام احمد بحوالہ تفسیر ابن کثیر ص ۹۰، جلد ۸)

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اسے خوب سجایا مگر اس کے کنارے میں سے ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پس لوگ آتے اور خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اس خالی جگہ کو پر کردیا اور میں خاتم النبیین ہوں"۔ (ترمذی شریف)

○ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً "میری امت میں تیس کذاب ظاہر ہوں گے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۲)

بغرض اختصار صرف پانچ احادیث مقدسہ درج کی گئی ہیں ورنہ دوسو کے قریب احادیث ہیں جن میں ختم نبوت کی تفسیر اور تشریح موجود ہے۔

اجماع امت

قرآن مجید کی آیات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہؓ کرام کی تصریحات اور ائمہ دین کی عبارات کی بناء پر امت کا اس پر اتفاق ہوچکا ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ہر لحاظ سے ختم ہوچکا ہے اور وحی کا آنا بند ہوچکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو دعوی نبوت کرے، وہ کذاب اور مفتری علی اللہ ہے۔ چودہ سو سال میں جب بھی کسی شخص نے دعوی نبوت کیا جمہور علماء نے اس کے مرتد ہونے کا فتوی دیا اور مسلمان ارباب اقتدار نے ہمیشہ ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے قتل کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل پر ہوا۔ اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا اور ایک جماعت اس کی پیرو ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا جہاد جو حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد خلافت میں کیا تھا۔ اس کا مقصد اسی فتنے کی جڑیں کاٹنا تھا اور پھر تمام صحابہؓ اور تابعینؒ نے مسیلمہ کذاب کو محض دعوی نبوت کی بناء پر اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی وجہ سے کافر سمجھا اور باجماع صحابہؓ و تابعینؒ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مستند کتب تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ مسیلمہ کذاب نماز پڑھتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل تھا۔ البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ تاریخ ابن جریر طبری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اذان میں کرتا تھا "**اشھد ان محمد رسول اللّٰہ**" کہا کرتا تھا لیکن اس سب کچھ کے باوجود مدعی نبوت تھا۔ اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مہاجرینؓ و انصارؓ اور تابعینؒ کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا۔ تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام سے درج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہؓ و تابعینؒ جہاد میں شہید ہوئے ان کی تعداد ۱۲۰۰ تھی۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسیلمہ کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلے میں نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی جن میں سے اٹھائیس ہزار مارے گئے اور خود مسیلمہ کذاب بھی اس معرکے میں ہلاک ہوا۔ باقی ماندہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کرلی۔

صحابہ کرامؓ نے نہ وقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کے ضعف و بے سروسامانی کا اور نہ مسیلمہ اور اس کی جماعت کی نماز واذان کا اور نہ اقرار نبوت محمدیہ کا اس سے صاف معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعوی نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرائے سے ہو، موجب کفر وارتداد سمجھا۔ نیز واضح ہوا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیروؤں کی کثرت اس کے برحق ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی، ورنہ مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی کثرت اور شوکت و قوت بدرجہ اولی اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی۔

وحدت اسلامی

یہودی امت کی بنیاد حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت پر تھی۔ عیسائی قوم کی بنیاد حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت پر مبنی تھی اور امت محمدیہ کی بنیاد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے۔ قیامت تک اس امت کی وحدت کا راز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں پنہاں ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد دعوی نبوت کرنے والا دراصل وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کا مدعی اور متمنی ہے۔

اس سلسلے میں ہم یہاں مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ جو جدید اور قدیم علوم کے بہت بڑے فاضل مانے جاتے ہیں کا ایک حوالہ من وعن درج کررہے ہیں، جس سے عقیدہ ختم نبوت کی سیاسی اور معاشرتی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔

"ہندوستان کی سرزمین پر بے شمار مذاہب بستے ہیں۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

نسبت گہرا ہے کیونکہ ان مذاہب کی بنیاد کسی حد تک مذہبی ہے۔ اور ایک حد تک "اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد محض مذہبی تخیل پر رکھتا ہے۔ چونکہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے۔ اس لئے وہ سراپا روحانیت ہے اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف بھی ہے۔ اس لئے مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو اس وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو' لیکن اپنی بنائی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔ انسانیت کی تمدنی تاریخ میں غالباً"

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
قرآن و حدیث' اجماع صحابہؓ
بائبل اور اجماع امت سے
روز روشن سے بھی زیادہ واضح
ہے لیکن چمگادڑ دن کی روشنی
میں بھلا کیا دیکھ سکتا ہے؟

ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ مغربی اور وسط ایشیاء کے موبدانہ تمدن کی تاریخ کے مطالعے سے ہو سکتا ہے۔"

"موبدانہ تمدن میں زرتشتی یہودی' نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ ان تمام مذاہب میں نبوت کے اجراء کا تخیل لازم تھا۔ چنانچہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔ غالباً" یہ حالت انتظار نفسیاتی حظ کا باعث تھی' عہد جدید کا انسان روحانی طور پر موبدانہ سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔ موبدانہ رویہ کا نتیجہ یہ تھا کہ پرانی جماعتیں ختم ہوتیں اور ان کی جگہ مذہبی عیارنئی جماعتیں لا کھڑی کرتے۔ اسلام کی جدید دنیا میں ایک گروہ نے عیاری و مکاری سے پریس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قبل اسلامی نظریات کو بیسویں صدی میں رائج کرنا چاہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ ہو اور مستقبل میں اسلامی سوسائٹی کے لئے مزید انتشار کا باعث ہے"۔ (حرف اقبال ص ۱۴۱ تا ۱۴۳)

O

باقی آئندہ

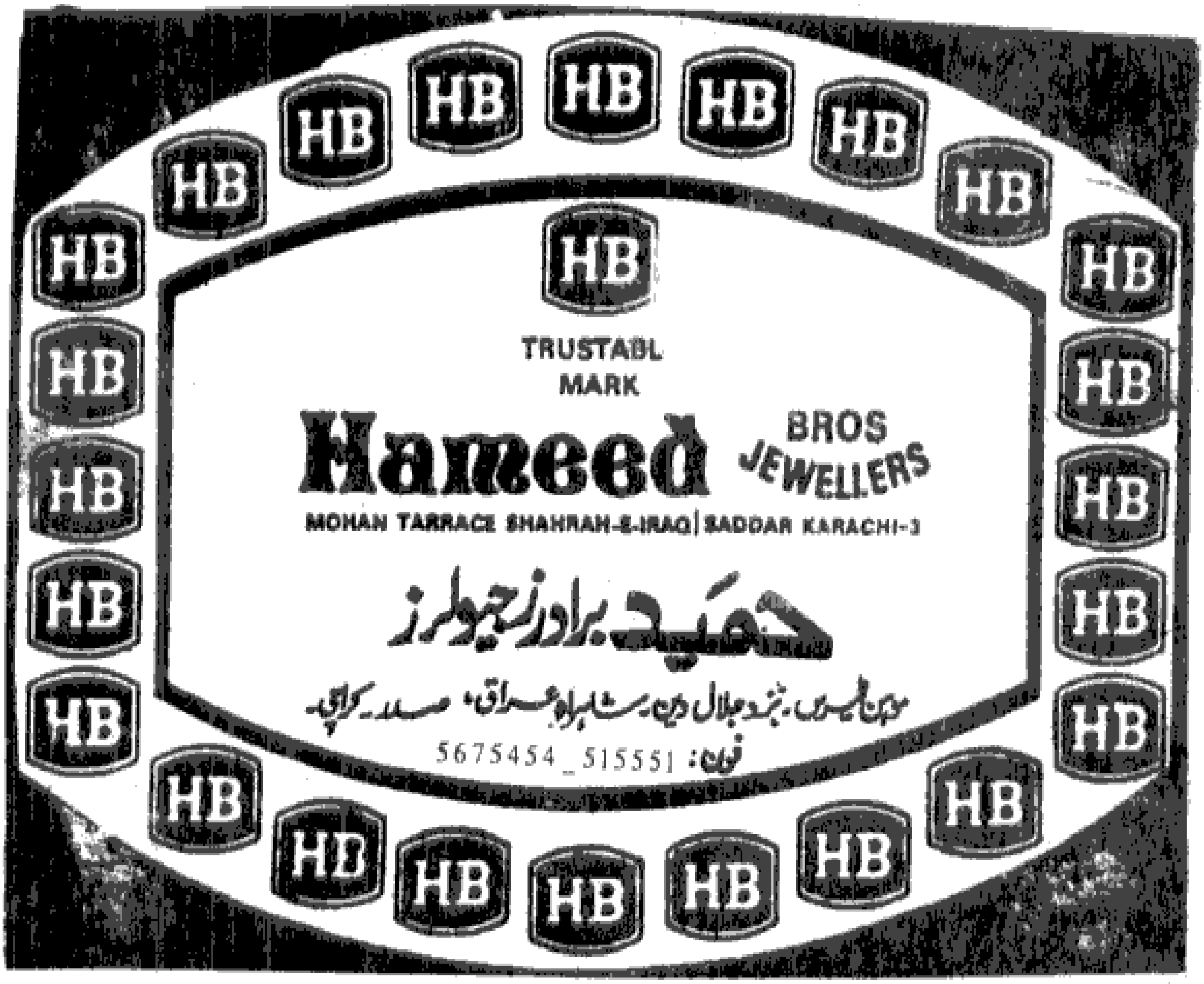

گزشتہ سے پیوستہ

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام

یہودی قادیانی مفادات کی ایک جھلک

جیساکہ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ یہودی قادیانی مفادات متحد ہیں' قادیانیت' یہودیت و صیہونیت کی سب سے بڑی حلیف ہے' اور عالمی سطح پر پروپیگنڈا کرنے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے میں دونوں ایک دوسرے سے تعاون کررہے ہیں اب ذرا جائزہ لیجئے کہ قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے نوبل انعام سودی انعام سے کیامفادات حاصل کئے۔

○ سب سے پہلے اس انعام کی ایسے غیر معمولی طریقے پر تشہیر کی گئی اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ایک مافوق الفطرت شخصیت ثابت کرنے کا بے پناہ پروپیگنڈا کیا گیا۔ اور اس انعام کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے اپنے روحانی پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا معجزہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ قادیانی اخبار روزنامہ الفضل نے ۱۳ نومبر ۷۹ء کی اشاعت میں لکھا:

"نوبل انعام ملنے سے ایک دن پہلے"

"لندن' جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام لندن مسجد کے محمود ہال میں سنڈے اسکول کے طلباء سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نے جو خطاب فرمایا اس کے بارے میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس خطاب میں محترم ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد سنایا۔"

" میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کردیں گے۔"

اور اسی موقع پر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیش گوئی کی طرف توجہ دلائی کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت دی ہے کہ وہ علم و عقل میں اس قدر ترقی کریں گے کہ دنیا ان کا مقابلہ نہ کرسکے گی۔

یہ تقریب ۱۴ اکتوبر ۷۹ء کو ہوئی اور اس سے اگلے ہی دن ۱۵ اکتوبر ۷۹ء کو پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام دینے کا اعلان کردیا گیا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ علی ذالک

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

محمود مجیب قادیانی نے اپنے کتابچہ "ڈاکٹر عبدالسلام" میں لکھا ہے:

ان کے وجود سے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ایک عظیم پیش گوئی پوری ہوئی تھی جیساکہ اس واقعہ سے اسی (۸۰) سال پہلے آپ نے خدا سے خبر پاکر اعلان کیا تھا کہ:

" میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے اثر سے سب کا منہ بند کردیں گے"۔ (صفحہ ۷)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے خود بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسہ ۷۹ء میں تقریر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس پیش گوئی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

" میں اس پاک ذات کی حمد و ستائش سے لبریز ہوں کہ اس نے امام وقت' میرے والدین کی اور جماعت کے دوستوں کی مسلسل اور متواتر دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا اور عالم اسلام اور پاکستان کے لئے خوشی کا سامان پیدا کردیا"۔

(قادیانی اخبار "الفضل" ربوہ۔ ۳۱ دسمبر ۷۹ء)

اس طرح قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو دیئے گئے سودی انعام کا مسلسل پروپیگنڈا کیا' اسے ایک معجزہ اور انسانی تاریخ کے ایک مافوق الفطرت واقعہ کے رنگ میں پیش کیا اور اس کے حوالے سے سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا یہ انعام حاصل کرنا گویا مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کا ایک معجزہ ہے۔ حالانکہ اہل نظر جانتے ہیں کہ ان چیزوں سے' جن کو قادیانی ملاحدہ مابہ الافتخار سمجھتے ہیں حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کو کوئی مناسبت نہیں' جو ایک یہودی کو' ایک عیسائی کو' ایک ہندو کو ایک بدمست کو اور ایک چوہڑے چمار کو بھی میسر آسکتی ہے' وہ کسی نبی یا اس کے امتی کے لئے مایہ افتخار کیسے ہوسکتی ہے؟ بلکہ اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ سود جیسی ملعون چیز کے ملنے پر فخر کرنا قادیانیوں اور ان کے متنبی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک مزید دلیل ہے۔

○ قادیانیوں کے اسلام کش نظریات اور کفریہ عقائد کی بناء پر پوری امت اسلامیہ قادیانیوں کو مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی طرح مرتد اور خارج از اسلام سمجھتی تھی۔ ۷ ستمبر ۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی نے آئینی طور پر بھی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کا نام "غیر مسلم

باشندگان مملکت" کی فہرست میں درج کردیا تھا۔

عالم اسلام اور پاکستان پارلیمنٹ کا یہ فیصلہ قادیانیت پر ایک کاری ضرب کی حیثیت رکھتا تھا' جس سے قادیانیت کے ارتدادی جراثیم کے پھیلنے اور پھولنے کے راستے ایک حد تک بند ہوگئے تھے۔۔ نیز اس سے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی بھی حرف غلط ثابت ہوگئی تھی۔ مرزا کی پیش گوئی یہ تھی کہ:

"جو لوگ (قادیانی جماعت سے) باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی۔"

مرزا محمود احمد قادیانی کے بقول:

"اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا۔ کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گے اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دنیا کے مذہب تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی' ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا' اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا' ہاں جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت ہوجائیں گے سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے مذہبی تمدنی یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر موثر اور ناقابل التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے۔ (تو گویا قانونی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کے بموجب غیر قادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی۔ مؤلف) (سالانہ جلسہ ۱۹۳۲ء میں مرزا محمود احمد قادیانی کی افتتاحی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیانی جلد ۲ نمبر ۹ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء' قادیانی مذہب طبع پنجم ص۷۵۸)

لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا کہ قادیانیوں کو "غیر مسلم" قرار دیا گیا۔ اور پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کی دونوں جماعتوں .... قادیانی اور لاہوری .... کا نام شیڈول کاسٹ (چوہڑے چماروں) کے بعد درج کردیا گیا۔

قادیانی یہودی لابی ایک عرصہ سے کوشاں تھی کہ قادیانیوں کے ماتھے سے سیاہی کا داغ کس طرح مٹادیا جائے۔ اور اس سڑے عضو کو جسد ملت سے کاٹ کر جو پھینک دیا گیا تھا کس طرح دوبارہ جسد سے اس کا پیوند لگادیا جائے۔ چنانچہ قادیانی یہودی لابی نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے نوبل انعام کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا۔ اور اسے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کا نشان قرار دے کر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو " مسلمان سائنس دان" باور کرانے کی کوشش کی۔ قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" ربوہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں

"عالم اسلام کے قابل فخر سپوت اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ سائنس کے میدان میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کا صرف یہی طریق ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان ان علوم میں درجہ کمال کو پہنچیں۔

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے' اس لئے ہمیں چاہئے کہ دیگر علوم کے علاوہ سائنسی علوم میں بھی آگے بڑھیں اور کمال حاصل کریں۔ اور اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دنیا میں دوبارہ قائم کریں"۔ (الفضل ربوہ۔ ۱۳ رنومبر ۱۹۷۹ء)

۱۸ ردسمبر ۱۹۷۹ء کو پاکستان قومی اسمبلی ہال میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام کی خوشی میں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی۔ اس اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا۔ "میں پہلا مسلمان سائنس دان ہوں جسے یہ انعام ملا ہے۔"

اس طرح قادیانیوں نے اٹھتے بیٹھتے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے "پہلا مسلمان سائنس دان" ہونے کا وظیفہ رٹنا شروع کردیا۔ اس پروپیگنڈا کا مقصد ظاہر تھا کہ اگر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی " مسلمان" ہے تو باقی قادیانی بھی اسی کے ہم مذہب ہونے کے ناطے "پکے سچے مسلمان" ہیں۔

اس پروپیگنڈا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے عرب بھائی اور دوسرے ممالک کے حضرات' جو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے مذہب و عقیدے سے واقف نہیں تھے' اس کو واقعتاً "مسلمان" سمجھنے لگے۔ چنانچہ مراکش کے شاہ حسن نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام ایک طویل شاہی فرمان جاری کیا جس کے ذریعہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مراکش کی قومی اکیڈمی کا رکن منتخب کیا۔ اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ :

"آپ کی کامیابی سے اسلامی تہذیب و فکر جگمگا اٹھے ہیں"۔ (روزنامہ الفضل ۲۹ جون ۱۹۸۰ء)

سعودیہ کے شہزادہ محمد بن فیصل السعود نے اپنے برقیہ میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو تہنیت کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ:

"ڈاکٹر سلام کے لئے نوبل انعام مسلمانوں کے لئے باعث مسرت ہے۔ اور ہمیں اس پر بڑی مسرت ہوئی"۔ (قادیانی ہفت روزہ "لاہور" ۱۸ نومبر ۱۹۷۹ء)

جنوری ۱۹۸۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ترجمان پندرہ روزہ (تہذیب الاخلاق) نے " عبدالسلام نمبر" نکالا' جس میں "اسلام اور سائنس" کے عنوان سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی

کے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ پروفیسر نسیم انصاری کے قلم سے شائع کیا گیا۔ جس کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے :

"ابتداء اس اقرار سے کرتا ہوں کہ میرا عقیدہ اور عمل اسلام پر ہے۔ اور میں اس وجہ سے مسلمان ہوں کہ قرآن کریم پر میرا ایمان ہے۔" (صفحہ ۱۱)

اسی شمارے میں ایک مضمون "عبدالسلام' ایک مجاہد سائنس دان" کے عنوان سے پروفیسر آئی احمد (جو غالباً" خود بھی قادیانی ہیں) کا ہے' جس میں وہ لکھتے ہیں:

" وہ (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) اپنے دین اسلام کی حقانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ اور اس کی ہدایت پر سختی سے عمل بھی کرتے ہیں"۔ (صفحہ ۳۵)

اسی پرچہ میں پروفیسر جان ٹرمیان (یہ صاحب غالباً" یہودی ہیں) کی ایک ...... تقریر کا ترجمہ ڈاکٹر عالم حسین کے قلم سے ہے جس میں کہا گیا ہے :

"عبدالسلام (قادیانی) دین اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی کو نظریہ وحدت کے لئے وقف کر دیا ہے"۔ (صفحہ ۴۷)

یہ میں نے چند مثالیں ذکر کی ہیں۔ ورنہ اس قسم کی بے شمار تحریریں موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اسلام کی سند عطا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گویا نوبل انعام کے حوالے سے قادیانی یہودی لابی کی طرف سے قادیانیت کو اسلام اور اسلام کو قادیانیت باور کرانے کی گہری سازش کی گئی' جس کے ذریعہ اچھے اچھے سمجھدار حضرات کو فریب دیا گیا ہے۔

○ مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی انعام کے ذریعہ اسلام کی سند حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے خرِ دجال کی طرح اسلامی ممالک کا دورہ کیا ہے اور جگہ جگہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" قائم کرنے کا نعرہ بلند کیا .... جس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیرخواہ اور ہمدرد عبدالسلام قادیانی ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک نے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نعرے سے مسحور ہو کر اس کی منظوری دے دی' روزنامہ نوائے وقت لکھتا ہے:

"نوبل پرائز حاصل کرنے والے پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے ۱۹۷۳ء میں ایک تجویز پیش کی تھی کہ مسلمان ممالک کو مل کر ایک اسلامی سائنسی فاؤنڈیشن قائم کرنی چاہئے۔ گزشتہ ہفتہ جدہ میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں اس ادارے کے قیام کا حتمی فیصلہ کر لیا گیا۔ یوں تو اسلامی سربراہ کانفرنس نے فروری ۷۴ء میں ہی ڈاکٹر عبدالسلام کی تجویز کی منظوری دے دی تھی۔ مگر اس پر عملدر آمد کرنے کا فیصلہ اب ہوا ہے۔ جدہ کی جس کانفرنس نے فاؤنڈیشن کے قیام کو عملی صورت دینے کا فیصلہ کیا ہے اس میں دوسرے اسلامی ملکوں کے سائنس دانوں کے علاوہ ڈاکٹر عبدالسلام نے خود بھی شرکت کی ہے اس موقع پر تمام مسلمان ملکوں کے سائنس دانوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز حاصل کرنے پر مبارکباد دی اور اسے اسلامی دنیا کے لئے قابل فخر کارنامہ قرار دیا۔" (روزنامہ نوائے وقت اداریہ مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۷۹ء)

سعودی عرب میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ لیکن "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کی فسوں کاری دیکھئے کہ جدہ میں ڈاکٹر عبدالسلام کی پذیرائی کی جاتی ہے۔ اسے سائنسی برات کا دولہا بنایا جاتا ہے۔ اور اس کو "اسلامی دنیا کے لئے قابل فخر" قرار دیا جاتا ہے۔

"بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست؟"

مسلمانوں کی خود فراموشی اور دشمنان اسلام کی عیاری و مکاری کا کمال ہے کہ حجاز مقدس کی برگزیدہ سرزمین کے شہر جدہ میں یہ باضابطہ تسلیم شدہ کافر و مرتد قادیانی "مسلم سائنس فاؤنڈیشن" کا اجلاس منعقد کروا کر اور اس کے دولہا کی حیثیت سے اس میں شرکت کر کے "المملکۃ العربیۃ السعودیہ" کے اس قانون کا کس طرح منہ چڑاتا ہے۔ جس کی رو سے سعودی عرب میں قادیانیوں کے لئے داخلہ اور ویزا ممنوع ہے۔ اور یہ تو شکر ہوا کہ اس نے یہ کانفرنس حرمین شریفین میں منعقد نہیں کروائی ورنہ اس کے نجس قدم حرمین شریفین کو گندہ کرتے اور وہ دنیائے اسلام کے اس فیصلہ پر طمانچہ لگاتا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے حرمین شریفین میں ان کے داخلہ پر پابندی ہے۔ اندازہ کیجئے کہ قادیانی یہودی سازشوں کے جال کہاں کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر اپنے مفادات کس طرح حاصل کرتے ہیں۔

عبدالسلام قادیانی کی حجاز کی مقدس سرزمین میں پذیرائی ہوئی تو اس نے اپنے سحر آفرین نعرے کو مزید بلند آہنگی سے دہرانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ۵ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم اسلامی ممالک سے منظور کرا کے دم لیا۔

قادیانی اخبار "الفضل ربوہ" میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا انٹرویو شائع ہوا۔ جس میں ان سے سوال کیا گیا۔

"اسلامی کانفرنس نے جو "سائنس فاؤنڈیشن" قائم کیا تھا اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

اس کے جواب میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا:

"یہ اچھی سمت میں ایک حرکت ہوئی ہے۔ میں اس سے بہت خوش ہوں درحقیقت ابتدائی تجویز موجودہ صورت سے بہت اعلیٰ تھی۔ میں نے ۱۹۷۳ء میں مسٹر بھٹو کو اس پر آمادہ کر لیا تھا کہ ایک بلین ڈالر کے سرمایہ سے ایک فاؤنڈیشن قائم کیا جائے اور سربراہی کانفرنس نے اسے تسلیم کر لیا

تھا۔ لیکن اس کے بعد اس بارے میں کچھ نہیں ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۸۱ء میں جنرل ضیاء الحق اس پر راضی ہوگئے کہ اس معاملہ کو طائف سربراہ کانفرنس میں اٹھائیں۔ فاؤنڈیشن قائم کردیا گیا لیکن اس کی رقم کو گھٹا کر صرف پچاس ملین ڈالر (۵ کروڑ ڈالر) کردیا گیا۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ دراصل جو رقم اب تک فاؤنڈیشن کو ملی ہے وہ صرف چھ ملین ڈالر ہیں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے مسلمان حکومتیں اس سے زیادہ دے سکتی ہے۔" (روزنامہ "الفضل ربوہ" ۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

خطیر رقم وصول کرنے کے بعد بھی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلم ممالک کے رویہ سے شکایت رہی اور وہ ان سے مایوسی کا اظہار کرتا رہا۔ چنانچہ روزنامہ جنگ لندن لکھتا ہے:

"نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام سائنس فاؤنڈیشن قائم کریں گے۔

باقی صہ۲۳ پر

○

بقیہ : باریک لباس

راہ روی کی اصل وجہ یہ ہے کہ نوجوان طبقہ کے دل میں یہ بات گھر کرگئی ہے کہ عورت پردہ کے اندر رہ کر ترقی نہیں کرسکتی۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ یورپ کی اندھی تقلید کو چھوڑ کر اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے اور ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ پردہ عورت کی کسی ترقی میں رکاوٹ نہیں بلکہ ترقی کا انحصار ہی پردہ داری پر موقوف ہے۔ پردہ ترک کرنے سے عورت ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھے میں گرچکی ہے۔ یہ باپردہ مسلم سوسائٹی ہی تھی جس میں بہت سی مسلمان عورتیں عالمہ، فاضلہ محدثہ بھی ہوئیں اور ولیہ بھی گزری ہیں۔ لیکن اب تو یہ بات باعث شرم سمجھی جاتی ہے۔

مسلمان باپردہ عورت نے ان شہ سواروں، سائنس دانوں، فلسفیوں اور مفکروں کو جنم دیا، جو بے سروسامان ہوتے ہوئے بھی قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کو اپنے پاؤں تلے روندتے رہے۔ عورت کو حقیقی ماں، وفادار بیوی، باغیرت، باحیا بیٹی، محبت و شفقت بھرے دل والی بہن اور باپردہ بن کر رہنا چاہئے نہ کہ ہم فحاشی، بے حیائی اور بدکاری پھیلانے میں مصروف رہیں۔ احکام الٰہی کی اتباع میں انسانیت کی بقا ہے۔ ہم جو اس غلطی میں مبتلا ہوئے پھرتے ہیں کہ پردہ عورت کی ترقی میں سد سکندری ہے یہ صرف اور صرف ایک شیطانی دھوکہ اور ہماری خام خیالی ہے، اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم اسلام کی بتائی ہوئی "عورت کی اصل ترقی" کو بھول گئے اور یورپ جو کہ ہمارے ملک اور مذہب کا خطرناک دشمن ہے، کی اخلاق سوز بدترین پستی کو ترقی سمجھنے لگ گئے۔

شیطان نے ترکیب تنزل یہ نکالی کہ ان سب کو تم شوق "ترقی" کا دلادو گھر کا سربراہ بے پردگی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ کہتا ہے کہ مذہبی مولوی لوگ ترقی کے دشمن ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ترقی کس چیز کا نام ہے؟ اگر ترقی بے پردگی، آوارگی، بے حیائی، بدکاری اور بے شرمی ہی کا نام ہے تو ایسی ترقی ان ہی لوگوں کو مبارک ہو جو اللہ کی کتاب سے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے برگشتہ ہوکر عصمت عفت کے دشمنوں کی پیروی کو سعادت سمجھتے ہیں۔ اگر واقعی پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے تو آج عورتوں کا آزاد طبقہ ایسے مجاہدین پیدا کرنے سے کیوں قاصر ہے جن کی اس وقت اشد ضرورت ہے؟

شیطان نے ایک نئی چال چلی ہے کہ ہر ایسے حکم کو جس کے ماننے سے نفس گریز کرتا ہے "مولوی" کا تراشیدہ بتادیتا ہے۔ یہ عجب تماشہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل نہ کرنا ہو اس سے بچنے کے لئے "ایجاد مولوی" کا بہانہ پیش کردیتے ہیں۔ میدان قیامت میں جب پیشی ہوگی تو ایسی کج روی اور حیلہ سازی جان بچاسکیں گی؟ ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ نے جو قانون بنادیا ہے اس کے مطابق ناجائز، ناجائز ہے اور جائز، جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کی عقل کیا حیثیت رکھتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کہیں کہ! عورت کے لئے پردہ ضروری ہے، آپ پردہ کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھیں تو پھر آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ اگر اسلام پر چلنا ہے اور مسلمان ہوکر رہنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قانون کو، اسلام کے اصول کو ماننا ہوگا اس پر عمل کرنا ہوگا۔

بے پردگی اہل کفر کی دیکھا دیکھی نام نہاد مسلمانوں کے ماحول میں رواج پاگئی ہے، ان لوگوں کو حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ یورپ کے بے حیاء انسانوں کی تقلید میں عروج سمجھتے ہیں، ان کا تقلید یورپ کا مزاج اور بے پردگی، بے حیائی، بدکاری اور بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ ان کو اسلام سے بالکل ہٹادے گی۔

بے پردگی بربادی ہے، رواج ترقی نہیں، پستی و ذلت ہے، عورت کی عزت و عصمت کی دشمن ہے جبکہ پردہ عورت کی عزت و عظمت کا ضامن ہے۔ جو خواتین گھر سے تو برقعہ پہن کر نکلتی ہیں، مگر باہر آکر یا مارکیٹوں وغیرہ میں جاکر چہرہ کھول دیتی ہیں اور مردوں سے آزادانہ طور پر گفتگو کرتی ہیں یا وہ خواتین جو محض رسمی پردہ کرتی ہیں، وہ مندرجہ بالا تفصیل پر غور و فکر فرمائیں۔

بقیہ : حضرت ابوبکرؓ کا اقدام

وفد آیا تھا وہ تمہاری قلت تعداد دیکھ گیا ہے اب نہ جانے وہ رات کو حملہ آور ہوجائیں یا دن کو اور ان کی قریبی فوج تم سے چند میل کے فاصلہ پر موجود ہے، وہ لوگ یہ آرزو لے کر آئے تھے کہ ہم ان کے مطالبات مان لیں اور ان سے مصالحت کریں، جبکہ ہم نے ان کے مطالبات کو سختی سے ٹھکرادیا لہٰذا اب تم تیار رہو اور پوری تیاری کرو۔

قسط نمبر۴

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مولانا محمد اشرف کھوکھر

جواب "تمیں آیات" مرتبہ شیخ نصیر احمد:

شیخ نصیر احمد نے مرزا صاحب کے ازالہ تقطیع خورد جلد ۲ کے ص ۵۹۸ سے ص ۶۰۷ تک لکھی گئی تمیں آیات کو انکار حیات ونزول عیسیٰ کو اپنے رسالہ "تمیں آیات" جو کہ ۶۷ صفحات میں مشتمل ہے میں مزید طبع سازی کرکے انکار "حیات ونزول عیسیٰ" کے ثبوت میں پیش کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے سب سے پہلے سورۃ آل عمران کی آیت ۵۶ یعنی **یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی..... الی یوم القیمۃ** کو ثبوت وفات عیسیٰ کے لئے پیش کیا۔ چونکہ ہم مذکورہ آیت کو "حیات عیسیٰ کے ثبوت کی تیسری آیت" کے زیر عنوان تفصیلاً بحث کرچکے ہیں مزید تفصیل سے پہلے یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ شیخ نصیر احمد صاحب جن تمیں آیات کو مراد الٰہی کے مقصود کے برعکس پیش کرتے ہیں وہ تین قسم کے آیات ہیں۔

- ○ وہ آیات جن میں خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔
- ○ ایسی آیات جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔ مرزا صاحب کی ہم آہنگی کرتے ہوئے شیخ صاحب نے بھی اس خیال سے کہ مسیح بھی ایک پیغمبر تھے ان آیات سے آپ کی وفات ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔
- ○ مرزا صاحب کی طرح شیخ صاحب نے بھی اپنی اختراع سے ایسی آیات سے تمسک کیا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے اور نہ عام وفات کا!!

ناظرین! گزشتہ صفحات میں تفصیلاً بحث ہوچکی مزید ملاحظہ فرمائیں شیخ نصیر احمد صاحب نے اپنے رسالہ "تمیں آیات" کے صفحہ ۷ پر مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یوں نقل کیا ہے۔ "یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں کی تہمتوں سے (تجھے) پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔"

شیخ صاحب کا یہ ترجمہ ازروئے آیات قرآن مجید ولغت عرب قطعاً" غلط ہے انی متوفیک کے متعلق تفصیل تحریر ہوچکی جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ توفی کا اصل وفا ہے اور اس کے اصلی معنی "اخذ الشیٔ وافیا" یعنی کسی چیز کو پورا پورا پکڑ لینا ہیں اور رفع یعنی اوپر کو اٹھالینا' نیند' موت' تعداد اور وصولی قرض اس کی قسمیں ہیں یہ ایک امر مسلم ہے کہ مختلف اقسام میں سے ایک قسم معین کرنے کے لئے قرینہ ضروری ہے لہٰذا جہاں توفی کے ساتھ موت اور اس کے لوازمات کا ذکر ہوگا وہاں توفی سے مراد موت ہوگی' جہاں نیند کے لوازمات مذکور ہوں گے وہاں نیند مراد ہوگی' اب سورۃ الم سجدہ پارہ ۲۱ کی آیت **قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم**" یعنی اے پیغمبر! ان سے کہدو کہ تم کو ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پورا پورا پکڑے گا"۔ اور دوسری آیت **اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا** (زمر پ ۲۴) یعنی اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا ان کو ان کی نیند میں قبض کرتا ہے اور سورۃ انعام پارہ ۷ میں آیت **وھوالذی یتوفکم باللیل**۔ یعنی اللہ تم کو رات کے وقت قبض کرلیتا ہے۔

چونکہ درج بالا آیت میں توفی کے ساتھ سوائے رفع کے اور کوئی ذکر نہیں لہٰذا یہاں رفع کے سوا کچھ اور مطلب نہیں لیا جاسکتا جیسا کہ گزشتہ صفحات میں دوسری تمام تفاسیر کے ساتھ تفسیر کبیر کا حوالہ گزر چکا ہے۔ "توفی جنس ہے جس کی کئی انواع ہیں بعض موت کے ساتھ اور بعض آسمان پر اٹھائے جانے سے پس جب اس کے بعد **رافعک الی** آیا تو یہ تعیین نوع کے لئے قرینہ ہوا اور تکرار نہ ہوا"۔ (تفسیر کبیر جلد ۲)

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے کی دلیل ہے۔

شیخ صاحب نقل کرتے ہیں کہ "توفی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانوں سے علاقہ ہے اور فاعل اللہ تعالیٰ کو ٹھہرایا گیا ہے ان تمام مقامات میں توفی کے معنی موت اور قبض روح کے گئے ہیں"۔ شیخ صاحب کی یہ کوشش بھی ان کے دعوی کا ثبوت نہیں ہوسکی کیونکہ توفی کے معنی روح کو قبض کرنے اور بزعم مرزا صاحب جسم کو بیکار چھوڑ دینا (ازالہ اوہام کلاں ص ۳۰۹)

یہ ان کی ذاتی اختراع ہے۔ اب ہماری طرف سے بھی ایک قاعدہ سن لیجئے کہ اگر فعل توفی رفع کے ساتھ مستعمل ہو اور فاعل دونوں کا اللہ اور مفعول

جسم ذی روح ذات واحد ہو تو وہ صرف اخذ جسم مع رفع جسم ہی کے معنی ہوں گے۔ حالانکہ تمہارا یہ قاعدہ مخترعہ بھی غلط ہے خود قرآن مجید میں موجود ہے **وهوالذی يتوفكم باليل** یعنی اللہ فاعل ذی روح مفعول، فعل توفی اور معنی نیند کے ہیں۔ باب تفصیل سے قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے:

○۱ **ثم توفی کل نفس ماکسبت وهم لا يظلمون**○

○۲ **وتوفی کل نفس ما عملت وهم لا يظلمون**○

○۳ **وفيت كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون**○

○۴ **واما الذين امنوا وعملوا الصلحت فيوفيهم اجورهم والله لايحب الظلمين**○

الغرض قرآن میں کسی جگہ بھی توفی کے معنی موت کے حقیقتاً" نہیں لفظ اپنے مادہ سے الگ نہیں ہو سکتا بلکہ سب جگہ مادہ کا مفہوم ماخوذ ہے چونکہ توفی وفا سے ہے۔ لہٰذا ہر جگہ پورا لینے کا مفہوم ہو گا کہیں روح کا پورا لینا جو کنایہ ہے موت سے اور اگر مع الارسال ہو تو مطلب نیند ہے اور کہیں جسم اور روح وغیرہ کا پورا لینا مراد ہے۔

شیخ صاحب! اگر آپ براہین احمدیہ ص ۵۱۹ کا مطالعہ کریں تو آپ بھی بالآخر مرزا صاحب کی طرح توفی کا معنی **رفع الی السماء** تسلیم کرلیں گے۔ جیسا کہ مرزا صاحب بھی اپنے دعویٰ سے قبل موت کے معنی نہیں کرتے تھے۔ "میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔ (براہین احمدیہ ص ۵۱۹)

لہٰذا ثابت ہوا توفی کا لفظ موت اور قبض روح کے معنوں میں لانا مرتب رسالہ "تیس آیات" کی صریح غلطی ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے امام محمد اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ کی طرف لفظ توفی کے معنی قبض روح اور موت منسوب کیا اور شیخ صاحب نے بھی لفظ توفی سے امام بخاریؒ کا وفات عیسیٰؑ قبل از نزول تسلیم کرنا ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں کتاب الانبیاء ص ۴۹۰ میں نزول عیسیٰ بن مریم کا مستقل باب باندھا ہے۔ جیسے کہ ہم پانچویں باب میں "حیات و نزول عیسیٰؑ" کو ائمہ اربعہ کے ساتھ ساتھ امام بخاریؒ کا قائل ہونا تفصیلاً" لکھ چکے ہیں۔ لہٰذا امام بخاریؒ کا وفات قبل از نزول عیسیٰؑ ثابت کرنے میں شیخ صاحب نے قطعاً" غلطی کی ہے۔ اور انتہائی بھونڈے انداز سے امام بخاریؒ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ اور شیخ صاحب آگے ص ۱۲ پر حضرت ابن عباسؓ کی بیان کردہ حدیث نقل کرکے اپنے دعویٰ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں دوسری بات یہ کہ شیخ نصیر احمد صاحب حضرت ابن عباسؓ کا مذہب وفات عیسیٰؑ قبل از نزول ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کا حیات عیسیٰؑ الآن اور نزول قرب قیامت کے بارے میں لفظ توفی کی تحقیق کے زیر عنوان ہم لکھ چکے ہیں اور مزید ملاحظہ فرمائیں۔

از روئے قرآن لفظاً" تقدیم و تاخیر کے حضرت ابن عباسؓ اور ائمہ تفسیر قائل ہیں:

"**اخرج ابن عساکر واسحاق بن بشر عن ابن عباس قال قوله تعالى يعيسى انى متوفيك ورافعك الی' قال انی رافعک ثم متوفيك فى آخر الزمان**"۔ (تفسیر در منثور ص ۳۶ ج ۲)

"یعنی ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے بروایت صحیح ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ کو اٹھالینے والا ہوں اپنی طرف اور پھر آخر زمانہ میں بعد نزول کے آپ کو موت دینے والا ہوں"۔ شیخ صاحب کی طرح مرزائیت کا حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر بڑا زور ہے جس کو ہم لفظ توفی کی تحقیق کے زیر عنوان ذکر کرچکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ آیت مذکورہ میں تقدیم و تاخیر کو مانتے ہیں جیسے قرآن مجید میں تقدیم و تاخیر کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

○ **واسجدی وارکعی مع الرکعین**○ حالانکہ رکوع سجود پر بالاجماع مقدم ہے۔

○ ایک جگہ قرآن میں ہے "**ادخلوا الباب سجداو قولو حطة**" (سورۃ البقرہ) دوسری جگہ سورۃ اعراف میں ہے "**قولو حطة وادخلوا الباب سجدا**"

○ **واوحینا الی ابراهیم واسمعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسی وایوب ویونس وهارون وسلیمان** حالانکہ ایوب" یونس" ہارون" سلیمان" حضرت عیسیٰؑ پر مقدم ہیں۔ **قال اللہ تعالی "ماهی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحی"** حالانکہ حیات موت پر مقدم ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بالفرض اگر توفی بالموت ہی کے معنی تسلیم کرلیے جائیں تو تمام علمائے امت کی طرح حضرت امام بخاریؒ اور حضرت ابن عباسؓ تقدیم و تاخیر آیت مانتے ہیں اور وفات عیسیٰؑ بعد از نزول کے قائل ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب نے صفحہ ۱۲ پر ابن عباسؓ کی بیان کردہ حدیث کے آخر میں "**فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم**" کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

صفحہ ۱۲ پر شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ "معلوم ہوا صحابہؓ کا بھی یہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریمؑ فوت ہوگیا ہے" ناظرین! حقیقت کا انکار کرنا مرزائیت کا شیوہ ہے، ہم تیسرے باب میں "حیات عیسیٰؑ پر خلفاء اربعہ اور صحابہؓ کا اجماع" مسلم ص ۹۳ ج ۲، ابوداؤد ص ۲۴۴ ج ۲ کی حدیث رسول آخرینؐ ذکر کرچکے ہیں۔ مزید مشکوۃ ص ۷۹، ۴۸۰ میں متفق علیہ

حدیث بخاری و مسلم سے اور شرح السنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام مع جماعت صحابہ ابوبکرو عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرامؓ جب ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے طویل حدیث کے بعد ہے کہ حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی کہ یارسول اللہ! میں اس کو قتل کردوں حضورؐ نے فرمایا "ان یکن ھو فلست صاحبہ عیسی بن مریم والا یکن ھو فلیس لک ان تقتل رجلا من اھل العھد فلم یزل رسول اللہ ﷺ مشفقا انہ ھوالدجال"۔ (رواہ فی شرح السنہ) یعنی اگر ابن صیاد دجال ہے تو تو اس کو قتل نہیں کرسکتا اس کا قاتل عیسیٰؑ بن مریم ہوگا اور اگر دجال نہیں تو تو ایک نابالغ مقام ذمی کے بارے میں خیر نہیں الخ لا انہ کان غیر بالغ وکان فی ایام مھاونۃ الیھود وحلفائھم۔ (حاشیہ بخاری ص ۹۷۲ ج۔ ۲ از کرمانی) پس معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور جماعت صحابہؓ سب کا یہی عقیدہ تھا کہ عیسیٰؑ بذاتہ نزول فرمائیں گے ورنہ ابوبکر و عمر و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے یارسول اللہ! (زعم مرزا اور مرزائی امت) وہ کشمیر میں مرچکے قتل کرنے کون آئے گا؟

دوسری آیت : شیخ نصیر احمد صاحب اپنے رسالہ "تیس آیات" کے صفحہ ۱۵ پر جو آیت بل رفعہ اللہ الیہ وفات عیسیٰؑ کو ثابت کرنے کے لئے لائے ہیں۔ یہ تو ہمارے مدعا کا ثبوت ہے۔ رفعہ اللہ الیہ میں صرف رفع عزت طبعی موت یا عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھایا ہرگز ہرگز مراد نہیں ہوسکتا یہ محض شیخ صاحب کی خود غرضی کا کرشمہ ہے اور بس!!

ناظرین! آیت مذکورہ بل رفعہ اللہ الیہ حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کے لئے نص قطعی ہے۔ شیخ صاحب کے طریق استدلال پر تعجب آتا ہے کہ کیسی دلیری اور بے باکی سے اس آیت کو حضرت عیسیٰؑ کی موت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ کیا اہل علم و دانش دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں؟ اس آیت سے حضرت عیسیٰؑ کی موت کو ثابت کرنا ایسا ہے جیسے بعض عیسائیوں نے قرآن مجید سے عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت کرنا چاہی ہے۔ جب ہم مرزا صاحب کی ازالہ اوہام طبع اول حصہ دوم صفحہ ۵۹۹ کی عبارت جس کو شیخ صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۵،۱۶ پر نقل کیا ہے پڑھتے ہیں تو بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ شیخ صاحب نے اس آیت سے موت ثابت کرنے کے لئے جو طریق اختیار کیا ہے وہ غلط اور ضعیف ہونے کے علاوہ ان کے مقصود کے بھی خلاف ہے۔ آپ لکھتے ہیں "جاننا چاہئے اس رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے ورفعناہ مکانا علیا" پھر تحریر فرماتے ہیں "لہٰذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں"۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (انتہیٰ)

یہاں فریق مخالف کا اصل مقصود یہ ہے کہ اس آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفع آسمانی ثابت نہ ہو۔ شیخ صاحب نے ازالہ اوہام کی جو عبارت نقل کی اس سے یہ فیصلہ باسانی ہوسکتا ہے کہ رفع کے معنی اٹھانا اور الیہ کے معنی آسمان کی طرف مرزا صاحب کے نزدیک مسلم ہیں کیونکہ آپ ارواح کے اٹھائے جانے کے قائل ہیں تو اس صورت میں رفع کے حقیقی معنی اٹھانا ثابت ہیں چونکہ ارواح کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ آپ بھی ایسے علیین کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اس لئے آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں آسمان کی طرف حقیقی طور پر اٹھایا جانا آپ کے نزدیک مسلم ٹھہرا۔ اب تنازع صرف اس امر میں رہا کہ کیا چیز اٹھائی گئی؟ آیا خود مسیح علیہ السلام مع جسم اٹھائے گئے یا صرف آپؑ کی روح؟ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ"۔ (سورۃ نساء) "یعنی یہودیوں پر ان کے اس قول کے سبب لعنت پڑی کہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے ضرور ضرور مسیح ابن مریمؑ رسول اللہ کو قتل کردیا اور انہوں نے اس کو نہ تو قتل کیا اور نہ صلیب پر کھینچا"۔

اور ظاہر ہے کہ قتل کرنے اور صلیب پر کھینچے کے قابل جسم ہوتا ہے نہ کہ روح پس یہود کا دعویٰ قتل مسیح کے جسم کی نسبت ہوا اور اللہ رب العزت نے بھی قتل اور صلب کی نفی جسم مسیحؑ کی نسبت کی۔ چونکہ سب منصوب ضمیریں جو وما قتلوہ وما صلبوہ اور وما قتلوہ یقینا" بل رفعہ اللہ الیہ میں پائی جاتی ہیں ان سب کا مرجع المسیح ہے لہٰذا ضروری ہے کہ مسیح علیہ السلام کے جسم کا اٹھایا جانا ماننا پڑے گا کیونکہ جس چیز کی طرف یہود دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کردیا۔ اسی کی نسبت اللہ رب العزت نے تردید فرمائی کہ اسے آسمان پر اٹھالیا۔ چونکہ ان کا دعویٰ جسم کے قتل و صلب کی نسبت تھا اس لئے اللہ رب العزت نے بھی جسم ہی کو ان کے گزند سے بچانے کے لئے اٹھایا جیسا کہ فرمایا ومطھرک من الذین کفروا "یعنی میں تجھ کو کفار سے پاک رکھوں گا"۔

(آل عمران)

یہاں آیت رفعناہ مکانا علیا" کو شیخ صاحب کا نقل کرنا بالکل بے جا ہے اور اس سے ان کا مقصود بالکل حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ "عزت کی موت" نہ تو شہادت لغت ثابت ہے اور نہ یہ لفظ عام اور عرف شرع میں ان معنوں میں مستعمل ہے اور نہ یہ کسی فن کی اصطلاح ہے۔ ہم شیخ صاحب سے

باقی صفحہ ۲۱ پر

پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد

قسط نمبرا

مُرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اقدام

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو سنگین ترین صورت حال پیدا ہوگئی اور مدینہ طیبہ میں نفاق پھوٹ پڑا عرب قبائل میں بہت سے مرتد ہوگئے اور جو باقی تھے انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو زکوۃ دینے سے انکار کردیا اور بجز مکہ اور مدینہ طیبہ کے کوئی شہر ایسا نہ رہا جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہو...... ایک بنو ثقیف تھے جو طائف میں اسلام پر ثابت قدم رہے نہ وہ کسی بات میں تبدیلی لائے اور نہ وہ مرتد ہوئے۔ (البدایہ و النہایہ جلد ۶ ص ۳۰۴)

ہشام بن عروہ نے اپنے والد کی زبانی حالات کی زبوں حالی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے آپ منافقین کی چابکدستی کا اندازہ کرسکتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"وقد ارتد العرب اما عامة واما خاصة فی کل قبیلة ونجم النفاق واشرأبت الیهودیة والنصرانیة والمسلمون کالغنم المطیرة فی اللیلة الشاتیة لفقد نبیهم وقلتهم و کثرة عدوهم" (البدایہ جلد ۶ ص ۳۰۴)

ترجمہ: عرب کا ہر قبیلہ مرتد ہوگیا عام کیا خاص کیا اور نفاق پھوٹ پڑا یہودیت اور نصرانیت نے بھی پر پرزے نکالنے شروع کئے اور مسلمانوں کی حالت ایسی ہوگئی جیسے سردی کی رات میں بارش میں بھیگی بکری کی ہوتی ہے پیارے نبی کریم ﷺ داغ جدائی دے چکے ہیں اور خود تعداد میں کم رہ گئے جب کہ دشمن کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں پریشان حالی کی کیفیت سے آپ صحابہؓ کے ابتلاء کی سنگینی کا اندازہ کرسکتے ہیں، وہ فرماتی ہیں:

"لما قبض رسول اللہ ﷺ ارتدت العرب قاطبة واشرأبت النفاق واللہ لقد نزل بی مالو نزل بالجبال الراسیات لهاضها وصار اصحاب محمد ﷺ کمعزی مطیرة فی حش فی لیلة مطیرة فی ارض مسبعة" (ایضاً)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو تمام عرب مرتد ہوگئے اور ان کے دلوں میں نفاق سرایت کرگیا اور اللہ کی قسم مجھ پر وہ مصیبت ٹوٹی کہ اگر وہ فلک بوس پہاڑوں پر ٹوٹتی تو وہ ریگ بن جاتے اور اصحاب محمد ﷺ کی حالت ایسی ہوگئی جیسے کوئی بارش کی بھیگی بکری بارش کی ٹھنڈی رات میں بھیڑیوں کی سرزمین میں کسی جھاڑی کے نیچے بندھی ہو۔

اس قدر پریشان کن اور ناسازگار حالات میں خلیفۃ النبی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری ایام میں اپنے ہاتھوں روانہ فرمایا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے باعث مدینہ طیبہ سے باہر رکا ہوا تھا مشورہ دیا گیا کہ اسے رومیوں کے مقابلہ میں فی الحال نہ بھیجا جائے، حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

ترجمہ: اس بات کا مشورہ دینے والوں میں خود حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس مشورے پر عمل کرنے سے باز رہے اور نہایت سختی سے انکار فرمادیا اور کہا کہ وہ ہر حال میں لشکر اسامہ کو روانہ کرکے رہیں گے اور کہا اللہ کی قسم میں وہ گانٹھ نہیں کھولوں گا جو گانٹھ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھوں دی ہے خواہ ہمیں پرندے کیوں نہ اچک لے جائیں اور مدینہ طیبہ کے آس پاس درندے کیوں نہ گھومتے پھریں، اور خونخوار کتے خواہ امہات المومنین کے پاؤں میں کیوں نہ پھریں اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو میں ہر صورت میں بھیجوں گا۔ (البدایہ جلد ۶ ص ۳۰۴)

ایسے نازک، ہمت شکن اور خطرناک حالات میں خلیفۃ النبی ﷺ کا یہ عزم و حوصلہ، یہ جرأت و استقامت انسانی استطاعت کے بس کی بات نہیں ہے یہ صحبت نبوی ﷺ کا اعجاز ہے اور یہ خلافت نبوت کا مقام بلند ہے۔ "**لاتعلمهم نحن نعلمهم**" کی عملی تفسیر ہے۔ آپ انہیں نہیں جانتے انہیں ہم جانتے ہیں...... جب علم ہی نہیں تو کیوں کر نٹ سکیں گے؟ لہٰذا جس کا علم محیط ہے جو عالم الغیب والشہادہ ہے جو "**علی کل شئی قدیر**" ہے اسی کے توکل پر چھوڑو وسائل کی کمی بیشی کو خاطر میں نہ لاؤ حالات کی سنگینی کی پرواہ نہ کرو دشمن کی کثرت تعداد اور وسائل کی بہتات سے نہ گھبراؤ "**نحن نعلمهم**" انہیں ہم جانتے ہیں تم ہمارے حکم پر

کاربند ہو جاؤ ہمارے حکم پر اٹھو جب اٹھو' ہمارے حکم پر جھکو جب جھکو' ہمارے حکم پر بڑھو جب بڑھو' ہمارے حکم پر رکو جب رکو"**انا شانئک ھوالابتر**" (تمہارا دشمن ہی ناکام و نامراد ہوگا) تمہاری کامیابی اس قادر مطلق کے ذمہ ہے جس پر تم نے توکل کیا ہے۔ تاہم انسانی نفسیات طبعی طور پر اپنی دانست کے خلاف حالات کے دباؤ کا اثر قبول کرتی ہیں چنانچہ حالات کی سنگینی کے باعث فضاء میں جب یاس و نومیدی کے دھند کے پھیلنے لگے اور پوری امت تاریخ کے خطرناک ترین فتنے کے نرغے میں آگئی تو حالات کی سنگین دباؤ کے سامنے بڑے بڑوں کی فہم و دانش نے ہتھیار ڈال دیئے ایسے میں وہ نحیف و نزار دھیلی تھم والا جس کا جسم تو مٹھی سا تھا لیکن اس دھان پان میں وہ مضبوط اور توانا دل رکھتا تھا کہ ہمالہ جس کی ٹھوکر میں پرکاہ ہو اور وہ عزم بلند رکھتا تھا کہ ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا خلیفۃ النبی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھا اس کی خداداد فراست اور بے مثالی جرات و استقامت نے نور ایمانی سے ظلمت آغوش فضاء کو چکا چوند کردیا مایوسی کے بادل چھٹ گئے حوصلے تازہ ہوگئے اور ہمتیں کوہساروں سے ٹکرا جانے کا عزم باندھنے لگیں' خلیفۃ النبی ﷺ نے فرمایا:

"**والله لا ادع ان اقاتل علی امر الله حتی ینجزالله وعده ویوفی لنا عهده ویقتل من قتل منا شهیدا" ویبقی من بقی منا خلیفته وذریته فی ارضه قضاء الله الحق**"۔ (البدایہ جلد ۶ ص ۳۱۲)

ترجمہ: اللہ کی قسم میں اللہ کے حکم پر جنگ کرنے سے باز نہیں رہوں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمادے اور ہم سے جو اس نے عہد کیا ہے وہ اس عہد کا ایفاء کردے اور ہم میں سے جس کا قتل ہونا مقدر ہوچکا ہے وہ قتل ہوکر درجہ شہادت پائے اور جس کے مقدر میں زندہ باقی رہنا ہے تو وہ اور اس کی اولاد اللہ کی سرزمین میں اس کے نائب بن کر رہیں' اللہ کی تقدیر کا فیصلہ ہی حق اور اٹل ہے۔

گویا خلیفۃ النبی ﷺ "**لاتعلمهم نحن نعلمهم**" آپ انہیں نہیں جانتے انہیں ہم جانتے ہیں ...... کی عملی تعبیر بن گئے۔

منافقین کے خلاف خلیفۃ النبیؐ کی یلغار:

یہ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ تمام تر عرب مرتد ہوگئے صرف حرمین شریفین دو ایسے شہر تھے جہاں جمعہ ہوتا تھا اور طائف میں بنو ثقیف اور بحرین کی بستی جواثا کے لوگ اسلام پر قائم رہے باقی سب لوگ منحرف ہوگئے۔ ویسے تو ہر علاقے اور ہر خاندان کا اپنا اپنا قائد تھا لیکن مرکزی قوتیں دراصل دو تھیں مسیلمہ کذاب اور طلحہ بن خویلد اسدی' مسیلمہ کی اپنی قوم بنو حنیفہ بہت بڑی زبردست اور جنگجو قوم تھی اور طلحہ اسدی کی قیادت میں بہت سے قبائل جمع ہوگئے تھے' بنواسد' بنو طئی' بنو غطفان' بنو عبس' بنو مرہ' بنو فزارہ' بنو ذبیان اور بنو کنانہ وغیرہ یہ سب خاندان طلحہ کی زیر کمان متحد ہوگئے تھے' لیکن طلحہ اتنی بڑی طاقت اور اتنی کثیر جمعیت کے باوجود بہت جلد اکھڑ گیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یلغار کی تاب نہ لاسکا اور بھاگ نکلا اللہ نے ہدایت نصیب میں لکھی تھی تائب ہوا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کمان میں اور پھر حضرت سعد بن ابی وقاص کی کمان میں بے مثال خدمات انجام دیں بالآخر نہاوند کی جنگ میں بڑی شجاعت سے لڑتا ہوا شہید ہوگیا رضی اللہ عنہ۔ مسیلمہ کذاب کا معرکہ بہت سخت تھا بالآخر بنو حنیفہ کو شکست ہوئی بڑا قتل عام ہوا جس میں وہ خود بھی جہنم رسید ہوا' بہرحال ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ جزیرۃ العرب سے تمام فتنوں کا قلع قمع ہوگیا' حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"**لم یزل الامر کذالک حتی لم یبق بجزیرۃ العرب الاهل طاعة لله وللرسول**"۔ (البدایہ جلد ۶ ص ۳۲۲)

ترجمہ: معاملہ اسی نہج پر چلتا رہا حتی کہ جزیرۃ العرب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پیروکاروں کے سواء کوئی اور باقی نہ رہا...... کہتے ہیں کہ "کریلا اور نیم چڑھا" اس کے ہم معنی یہ محاورہ لیتے ہیں کہ "کفر اور نفاق چڑھا" یعنی کفر جب نفاق کا چولا پہن کر میدان میں آتا ہے تو وہ کیفیت کفر میں دو آتشہ ہوتا ہے لیکن دیکھنے میں وہ اسلام ہی لگتا ہے اسی لئے اس سے عہدہ برآ ہوسکنا ایک انہونی سی بات ہے لیکن خلیفہ اول کی خداداد فراست ایمانی اور بے مثال جرات و استقلال نے اس ناممکن کو ممکن بلکہ معمول کی بات بناکے دکھادیا ...... لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد منافقین نے مدینۃ النبی ﷺ کے کمزور دفاع کو بھانپ لیا اور مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہونے کے لئے زبردست تیاریاں شروع کردیں حتی کہ طلحہ اسدی کی پشت پناہی بھی انہیں حاصل ہوگئی خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے صحابہؓ کو مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا اور خطرناک و نازک صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"**ان الارض کافرة وقدرای وفدهم منکم قلة وانکم لاتدرون لیلا یاتون ام نهارا وادناهم منکم علی برید وقد کان القوم یوملون ان نقبل منهم و نوادعهم وقد ابینا علیهم فاستعدوا واعدوا**"۔ (البدایہ جلد ۶' ص ۳۱۳)

ترجمہ: یہ سرزمین کفر کی آماجگاہ ہے اور ان کا جو

باقی صفحہ ۲۲ پر

قسط نمبر۱

قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت

محترم خالد محمود (سابق ایم این اے)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو وجود عطا فرمایا' اور اپنی پیدا کی ہوئی بہترین مخلوق "آدمی" کے لئے اس کائنات کو ہر اعتبار سے سجا کر اس آدمی کے لئے اپنے قوانین کی حد بندیاں مقرر کیں' اور ان حد بندیوں کو آدمی کی فلاح کا معیار قرار دیا' اور ان سے تجاوز گمراہی' پستی' ناکامی اور اپنی ناراضگی بتایا۔ دوسری طرف ان قوانین و حد بندیوں کی پاسداری کرنے والوں کے ہر چھوٹے بڑے عمل خیر سے اپنی "رضا" کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کی ابدی جنت کا وعدہ فرمایا۔ اور پھر ان حد بندیوں اور قوانین کے اس پیغام کو اپنی بہترین مخلوق آدمی تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی بہترین مخلوق سے انبیاء کرام علیہم السلام کو پیدا فرمایا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اولاد آدم کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری رکھا۔

آگے چل کر انبیاء کرام علیہم السلام کے اس سلسلے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر آقا دو جہاں نبی کریم ﷺ پر ختم فرماتے ہوئے' آئندہ تمام آنے والی اولاد آدم کے لئے اپنے قانون "قرآن مجید فرقان حمید" اور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان لانے کو دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی کا اعلیٰ ترین معیار قرار دیتے ہوئے "دین اسلام" کو تمام "سابقہ ادیان" کا نچوڑ بنایا' لہٰذا قرآن مجید فرماتا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

(۔المائدہ آیت ۳)

(ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت میں پسند کرلیا۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر "معارف القرآن" میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ آیت جو اس خاص شان اور اہتمام سے نازل ہوئی اس کا مفہوم بھی ملت اسلامیہ اور مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری اور بھاری انعام اور اسلام کا طغرائے امتیاز ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دین حق اور نعمت الٰہی کا انتہائی معیار جو اس عالم میں بنی نوع انسان کو عطا ہونے والا تھا' آج وہ مکمل کردیا گیا۔ گویا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے جو دین حق اور نعمت الٰہیہ کا نزول اور ترویج شروع کی گئی تھی اور ہر زمانہ اور ہر خطہ کے مناسب حال اس نعمت کا ایک حصہ اولاد آدم کو عطا ہوتا رہا آج وہ دین اور نعمت مکمل صورت میں خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو عطا کردی گئی۔

اس میں تمام انبیاء و رسل کے زمرہ میں سید الانبیاء ﷺ کی سعادت اور امتیازی شان کا تو اظہار ہے ہی اس کے ساتھ تمام امتوں کے مقابلہ میں امت مرحومہ کی بھی ایک خاص امتیازی شان کا واضح ثبوت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ چند علماء یہود' حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تمہارے قرآن میں ایک ایسی آیت ہے جو اگر یہود پر نازل ہوتی تو وہ اس کے نزول کا ایک جشن عید مناتے۔ فاروق اعظمؓ نے سوال کیا وہ کونسی آیت ہے "انہوں نے یہی آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** پڑھ دی۔"

اور (سورہ احزاب) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی "ختم نبوت" کا اعلان کرتے ہوئے قرآن مجید فرقان حمید فرماتا ہے:

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ط وکان اللہ بکل شئی علیما○(۔الاحزاب)

(ترجمہ) اور محمد تم مردوں میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ لیکن وہ تو اللہ کا رسول اور (سلسلہ نبوت کا اختتام کرنے والا) خاتم النبیین ہے۔ اور بیشک اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے

اس آیت میں یہاں "خاتم النبیین ﷺ" کی شرح کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہاں جبکہ آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کا ذکر آیا' اور اس منصب نبوت میں آپ ﷺ تمام دوسرے انبیاء سے خاص امتیازی فضیلت رکھتے ہیں تو آگے آپ ﷺ کی مخصوص شان اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کا

فائق ہوتا اس لفظ سے واضح لیا گیا اور خاتم النبیین لفظ خاتم میں دو قرائتیں ہیں' امام حسنؒ اور عاصمؒ کی قرات خاتم فتح تاء ہے اور دوسرے ائمہ قرات خاتم بکسر تاء پڑھتے ہیں۔ حاصل معنی دونوں کا ایک ہی ہے' یعنی انبیاء کو ختم کرنے والے' کیونکہ خاتم خواہ بکسر التاء ہو یا بفتح التاء دونوں کے معنی آخر کے بھی آتے ہیں' اور مہر کے معنی میں بھی یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں' اور نتیجہ دوسرے معنی کا بھی وہی آخر کے معنی ہوتے ہیں' کیونکہ مہر کسی چیز پر بند کرنے کے لئے آخر ہی میں لگائی جاتی ہے۔ لفظ خاتم بالکسر والفتح دونوں کے دونوں معنی لغت عربی کی تمام کتابوں میں مذکور ہیں۔ قاموس' صحاح' لسان العرب' تاج العروس وغیرہ۔ اسی لئے تفسیر روح المعانی میں خاتم ' بمعنی مہر کا حاصل بھی وہی معنی آخر کے ذکر کئے ہیں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں **والخاتم اسم الة لم یختم به کالطابع لما یطبع به فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیون به و ماله آخر النبیین۔** یہی مضمون تفسیر بیضاوی اور احمد میں بھی مذکور ہے' اور امام راغب نے مفردات القرآن میں فرمایا **و خاتم النبوة لانه ختم النبوة ای تممها بمجیئه۔** یعنی آپ ﷺ کو خاتم نبوت اس لئے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے نبوت کو اپنے تشریف لانے سے ختم اور مکمل کردیا ہے۔

اور محکم ابن سیدہ میں ہے **وخاتم کل شیئی وخاتمة عاقبة وآخره۔** یعنی ہر چیز کا خاتم اور خاتمہ اس کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرات خواہ بفتح تاء کی لی جائے یا بکسر تاء کی معنی دونوں صورتوں میں یہ ہیں کہ آپ ختم کرنے والے ہیں انبیاء کے' یعنی سب کے آخر اور بعد میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔

صفت خاتم الانبیاء ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالات نبوت و رسالت میں آپ ﷺ کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے۔ کیونکہ عموماً ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے' اور انتہاء پر پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور جو آخری نتیجہ ہوتا ہے وہی اصل مقصود ہوتا ہے' قرآن کریم نے خود اس کو واضح کردیا ہے۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔** یعنی آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی ہے۔

انبیائے سابقین کے دین بھی اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے مکمل تھے' کوئی ناقص نہ تھا' لیکن کمال مطلق اسی دین مصطفوی ﷺ کو حاصل ہوا جو اولین و آخرین کے لئے حجت اور قیامت تک چلنے والا دین ہے۔ (معارف القرآن جلد ہفتم ص ۱۹۰ تا ۱۹۱)

"خاتم النبیین" کی تشریح میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جو فرمایا کہ:

"منصب نبوت میں آپ ﷺ تمام دوسرے انبیاء سے خاص امتیازی فضیلت رکھتے ہیں" اس بات کی مزید وضاحت آقائے دو جہاں نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلاوضعت هذه اللبنة وانا خاتم النبیین۔ (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء و مسلم)

وفی بعض الفاظه فکنت انا سددت موضع اللبنة وختم لی البنیان وختم لی الرسل۔

(کنزالعمال عن ابن عساکر)

(ترجمہ) "حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ آراستہ و پیراستہ کیا مگر اس کے ایک گوشہ میں اینٹ کی جگہ تعمیر میں چھوڑ دی تو اب لوگ اس کو دیکھنے جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ بھردی گئی (تاکہ تعمیر کی تکمیل ہو جاتی)

چنانچہ میں نے اسی جگہ کو پر کیا ہے اور میں وہی

تحفۂ دلہن
سسرال جانے والی بیٹی کو نصیحت
شادی میں دینے کے لئے ایک بہترین دینی تحفہ
تالیف مولانا محمد حنیف عبدالمجید
عورت پر بیوی ہونے کی حیثیت سے اسلامی ذمہ داریاں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور نیک عورتوں کی عملی مثالیں' شوہر کی اطاعت' عزت' خدمت اور شوہر سے محبت' نیک بیویوں کی صفات۔ میاں بیوی کے آپس کے جھگڑوں سے بچنے کی بہترین تدبیریں اور ساس' نند' دیورانی' جیٹھانی کی ناچاقیوں سے بچنے اور ہر گھر کی تمام پریشانیوں اور غموں سے نجات پانے کے بہترین نفسیاتی اصول' مفید ہدایات' بزرگوں کی نصیحتوں پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے۔
دلہن ان ہدایات پر عمل کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہر گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اور دین و دنیا میں سرخروئی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اپنے قریبی بک اسٹال سے یا ہم سے براہ راست طلب فرمائیں۔
(۱) زمزم پبلشرز نزد پاکستان چوک کراچی 74200 فون 2625708
(۲) صدیقی ٹرسٹ المنظر اپارٹمنٹ لسبیلہ چوک کراچی 74200 فون 7224292
5863495

نبوت کی آخری اینٹ ہوں جس سے قصر مکمل ہو گیا اور میں ہی آخر الانبیاء ہوں"۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ سامنے آجاتی ہے کہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ خاتم النبیین امتیازی خصوصیات کے ساتھ اس وقت کی اور آئندہ تمام اولاد آدم کے لئے ہدایت ہیں' لہٰذا اب مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبوت اور رسالت کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند ہو چکا ہے' اور پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ قرآن و حدیث نے اس بارے میں " امت مرحومہ " کے لئے ہر طرح سے وضاحت کر دی ہے' لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخی اوراق پر ایسے کئی جھوٹے مدعیان نبوت کے نام ملتے ہیں' جنہوں نے مختلف ادوار میں مختلف طریقوں سے کہیں تو "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ کیا اور کہیں "خاتم النبیین" کے مستقل بند دروازے کو اپنے ناکام اور "جھوٹی نبوت" سے کھولنے کی کوشش کی۔ ایسے جھوٹے " مدعیان نبوت" پر ہم نظر ڈالتے ہیں تو اس کا سلسلہ " عہد نبوی" میں "مدعی نبوت اسود عنسی" سے شروع ہو کر ہندوستان میں "انگریزی حکومت" زیر سایہ پرورش پانے والے "انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی" تک چلا جاتا ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ ہندوستان میں انگریز حکومت برطانیہ نے عیسائیت کے فروغ اور دین اسلام کو بدنام کرنے کے لئے جہاں عیسائی پادریوں کا سہارا لیا' وہاں مسلمانوں میں ایک نئے "مذہبی خلفشار" کی سازش کرتے ہوئے' انگریزی حکومت نے مرزا غلام احمد قادیانی کو "جھوٹی نبوت" کا تاج عطا کیا چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی "تریاق القلوب" ص ۱۵ پر لکھتا ہے :

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں"۔ (قادیانیت 'مطالعہ و جائزہ ص ۱۰۶ از مولانا سید ابوالحسن ندوی)

اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ ۳

کتاب شہادۃ القرآن کے آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں' ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے' دوسرے اس سلطنت کی کہ جس نے امن قائم کیا ہو' جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی ہو' سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے"۔ (قادیانیت مطالعہ و جائزہ ص ۱۰۷)

ستارہ قیصریہ صفحہ ۳ پر انگریزی حکومت سے اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی' وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ انگریزی گورنمنٹ ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچے دل سے اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو' فارسی' عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں' یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام' مصر' کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا"۔ (قادیانیت مطالعہ و جائزہ ص ۱۰۸-۱۰۹)

ظاہر ہے مسلمانوں میں کوئی غیرت مند مسلمان اس بات کی کیا نظیر پیش کر سکتا تھا کہ "خدمت" کے نام پر مرزا غلام احمد قادیانی نے "برطانوی حکومت" کے زیر سایہ پہلے تو "اسلامی جہاد" منسوخ کرنے کی بھرپور کوشش کی' اور پھر مسلمانوں کو سلطنت انگریزی کے سچے خیر خواہ کرنے کے لئے تقریر و تحریر کے ذریعے تمام زور صرف کرتا رہا۔ یعنی سرکار انگریز کی تائید و حمایت میں مرکزی حیثیت اور اس پس منظر میں "جھوٹی نبوت" کا مکروہ چہرہ تاکہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھرپور انداز میں مجروح کیا جا رہا ہے۔

مرزا کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ ہندوستان میں انگریز حکومت کو مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں مسلمانوں کے خلاف عزائم کے لئے ایک اچھا مہرہ" مل گیا تھا۔

چنانچہ مرزا قادیانی کی حکومت برطانیہ کے لئے خدمات کے حوالے سے اور اس سلسلے میں قادیانی مبلغین کی مغالطہ آفرینیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے مناظر اسلام ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کتاب الاستفسار کے مقدمہ صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں:

"کسے معلوم نہیں کہ قادیانیت مرزا غلام احمد سے چلی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ قادیانی مبلغین مسلمانوں سے مرزا غلام احمد کے موضوع پر یا اس خاندان کی برٹش خدمات پر گفتگو کے لئے کبھی جلدی آمادہ نہیں ہوتے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات پر بات کریں گے۔ یا ختم نبوت کے کسی موضوع پر بات کریں گے۔ تاریخ کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات و کردار پر گفتگو کرنے کے لئے کبھی تیار نہ ہوں گے۔"

اس ساری بحث کو تھوڑی دیر کے لئے ایک طرف رکھتے ہوئے اب ہم آتے ہیں اس بات کی طرف کہ مرزا قادیانی نے "مسیح موعود" ہونے اور نبوت کا دعویٰ کہاں سے شروع کیا؟ مگر اس سے پہلے یہ دیکھنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کے "مسیح موعود" اور نبوت کے دعوے سے پہلے "نبوت محمدی" کے بارے میں خیالات کیا تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی حمامۃ البشریٰ ص ۳۴ پر لکھتا ہے:

"کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم صاحب فضل نے ہمارے نبیؐ کا بلا کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا' اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول "لانبی بعدی" میں واضح طور پر فرمادی' اور اگر ہم اپنے نبیؐ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہوجانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے' اور یہ صحیح نہیں ہے' جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے' اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے' درآں حالیکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا"۔ (ختم نبوت ص ۲۱' حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

"کتاب البریہ" ص ۱۸۴ کے حاشیہ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' اور حدیث "لا نبی بعدی" ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ہر لفظ قطعی ہے اپنی آیت **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** سے اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوچکی ہے"۔ (ختم نبوت ص ۲۱)

"ازالہ اوہام" ص ۵۷۷ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے' اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل کو بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کیلئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے' یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا"۔ (ختم نبوت ص ۱۷)

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں کے حوالوں سے صاف عیاں ہے کہ مرزا قادیانی بہت بڑا جھوٹا اور فریبی شخص تھا' وہ اس لئے کہ اگر مرزا قادیانی موصوف واقعتا" دوجہاں نبی کریم ﷺ کی "ختم نبوت" کا سچے دل سے اقراری ہوتا تو ۱۸۹۱ء میں "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ کیوں کرتا' پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویدار کبھی نہ ہوتا۔ چنانچہ "مسیح موعود" ہونے کے دعوے کے ساتھ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی' وہی مسیح موعود کہلائے گا"۔ حقیقت الوحی ۱۰۱ حاشیہ از مباحثہ راولپنڈی ص ۳۴(۱)

بقیہ : حیات عیسیٰ علیہ السلام

پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کس قاعدے سے اس سے مراد عزت کی موت لئے ہیں۔ لغت میں رفع کے معنی ہیں "برداشتن" یعنی اوپر اٹھانا اور اس کا متضاد وضع اور خفض یعنی نیچے رکھنا ہیں جیسا کہ صراح اور مصباح میں بھی لکھا ہے۔ رہی حضرت ادریسؑ کے رفع کی صورت تو قرآن مجید نے " **ورفعنا بعضهم فوق بعض درجت**" اور اس جیسی دوسری آیات سے واضح فرمایا کہ یہاں مراد رفعت و منزلت ہے۔ اگر رفع کے ساتھ بلندی پر دلالت کرنے والا لفظ مذکور نہ ہو تو اس کے معنی بلندی درجہ لئے جاتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ رفع کے معنی عزت کی موت نہیں۔ رفع سے مراد بلندی مرتبہ تب لئے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ کوئی قرینہ پایا جائے ورنہ نہیں! شیخ صاحب کا نقل کردہ مرزا صاحب کا یہ استدلال بھی درست نہیں کیونکہ اس سے پہلے یہ ہے **ان المتقین فی جنت و نهر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر** (سورۃ قمر) یعنی پرہیزگار لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے اقتدار والے بادشاہ کے پاس صداقت کے گھر بہشت میں سو پہلی آیت کے ساتھ ملانے سے واضح ہوگیا کہ اس میں پرہیزگاروں کے لئے جنت میں داخل ہونے کی بشارت ہے اور یہ سب کچھ بروز قیامت ہوگا۔ پس مرزا صاحب کا یہ استدلال کرنا کہ "موت کے وقت پرہیزگاروں کی روحیں علیین پر پہنچائی جاتی ہیں"۔ درست نہ ہوا کیونکہ مذکورہ آیت میں اس بات کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ شیخ نصیر احمد صاحب کا وفات عیسیٰؑ کو ثابت کرنے کے لئے صفحہ ۱۵ پر آیت **بل رفعه اللہ الیه** نقل کرنے کا کچھ فائدہ حاصل نہ ہوسکا کیونکہ درج بالا وضاحت سے یہ آیت تو " حیات عیسیٰؑ اور رفع الی السماء مع جسدہ" روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ (باقی آئندہ)

قادیانی یا احمدی؟

پاکستان کی وزارت داخلہ کی طرف سے دنیا بھر کے پاکستانی سفارت خانوں کو بھیجا جانے والا مراسلہ جس میں انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ پاسپورٹ بنوانے کے خواہشمند قادیانیوں کے لئے مذہب کے خانے میں قادیانی یا غیر مسلم لکھنے کی بجائے احمدی لکھیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آئین کے اس آرٹیکل کے مطابق قادیانی جو امت مسلمہ کے متفقہ عقیدہ کے مطابق غیر مسلم ہی ہیں۔ آئینی طور پر بھی غیر مسلم قرار پاگئے۔ یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ کوئی "اہم شخصیت" قادیانیوں اور ان کی سرپرست بین الاقوامی صیہونی تنظیموں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ نگران حکومت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک میں موجود صیہونی تنظیموں کے قادیانی گماشتوں کے ہتھکنڈوں کا شکار ہوکر ہر قسم کی فکری اور ذہنی آزادی کھو بیٹھی ہے۔ پیشتر ازیں مبینہ طور پر ایک "اہم شخصیت" کی ناراضگی کے سبب جسٹس خلیل الرحمان خان سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کو سپریم کورٹ بھجوادیا گیا کیونکہ انہوں نے ایک قادیانی سیشن جج کی بطور ہائی کورٹ جج تقرری کی سفارش اس بناء پر نہیں کی تھی کہ وہ آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کو نہیں مانتا تھا جو اسے اور اس کے ہم مذہب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے۔ اعلیٰ عدالت کے ہر جج کو آئین کے تحفظ اور دفاع کا حلف اٹھانا ہوتا ہے تو جج آئین کے کسی حصہ کو تسلیم ہی نہ کرتا ہو وہ خاک اس کا تحفظ کرے گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ نگران حکومت آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے عقائد

جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ

سے بھی بالکل بے بہرہ ہے قادیانی دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کو کافر اور خود کو اصلی مسلمان سمجھتے ہیں۔ گزشتہ چودہ سو سال سے امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کسی بھی قسم کے کسی نبی نے نہیں آنا۔ اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے جو سب کے سب نگران حضرات کی لبرل ازم اور جذبہ رواداری کے باوجود قادیانی عقائد کے مطابق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ قادیانی عقائد کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

○ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا مسلمان نہیں"۔ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

○ "جو شخص میری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔ (اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۸ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

○ "ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں (یعنی غیر مسلم سمجھیں) ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں"۔ (انوار خلافت ص ۹۰)

○ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵ مصنف مرزا محمود قادیانی)

○ "جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا"۔ (ڈائری خلیفہ قادیان میاں محمود مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

○ "غیر احمدیوں کا کفریات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں"۔ (اخبار الفضل ۷ فروری ۱۹۲۱ء)

یہ بات ہر کسی کو معلوم ہے کہ سر ظفر اللہ خان انجہانی نے حضرت قائد اعظم کا جنازہ اپنے اسی عقیدہ کی وجہ سے نہیں پڑھا تھا۔

قادیانی عقائد کے مطابق مرزا غلام احمد کے ۹۹ اسمائے حسنیٰ ہیں۔ فہرست کے مطابق پہلا نام "احمد" اور آخری یعنی ۹۹ غازی ہے گیارہواں گورنر جنرل' ساتواں کرشن' اکشھ واں رودر گوپال' باشٹھ واں امین الملک جے سنگھ بہادر اور ترپشٹھ واں برہمن اوتار ہے۔ انہی میں سترہویں نمبر پر انجہانی کا نام"

مرزا غلام احمد قادیانی" درج ہے۔ لفظ قادیانی کے نبی کے نام کا حصہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے باعث تفاخر ہونا چاہئے نہ کہ باعث تضحیک۔ خود مرزا غلام احمد آنجہانی کا کہنا ہے کہ۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

ایک قادیانی شاعر نے غلام احمد کا قصیدہ لکھا ہے۔

اے مرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ اترا ہے قرآن رسول قدنی
سرمہ چشم تری خاک قدم بنواتے
غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی
(العیاذ باللہ)

مرزائیوں کے دوسرے خلیفہ نے اپنی تصنیف کتاب الرؤیا میں لکھا ہے (ص ۴۶) مکہ اور مدینہ کی چھاتیں خشک ہو چکی ہیں' جب کہ قادیان کی چھاتیاں تازہ دودھ سے بھری پڑی ہیں۔ مرزائیوں کے اکابر کی یہ تحریریں تو اس خیال کی تائید کرتی نظر آتی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قادیانی کہلانا باعث عز و افتخار سمجھتے ہوں گے' اس تناظر میں دیکھا جائے تو وزارت داخلہ کا مراسلہ مدعی ست گواہ چست کے ذیل میں آتا ہے۔ اگر اس کے برعکس مرزائی لفظ "قادیانی" کو باعث تضحیک سمجھ کر کسی احساس کمتری میں مبتلا ہیں تو پھر انہیں خود سوچنا چاہئے کہ وہ کس ہستی سے کٹ کر پستی سے جڑے ہیں۔ مسلمان تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی اسم مبارک سے منسوب ہونا اپنے لئے باعث عزت اور سامان بخشش سمجھتے ہیں۔ حکیم الامت روئے زمین کے تمام مسلمانوں سے اس طرح مخاطب ہیں۔

اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

لفظ قادیانی مرزا غلام احمد کے "الہامی" نام کا حصہ ہے۔ قادیانی مرد و زن آخر اپنے نبی کے "اسماء الحسنیٰ" سے منسوب ہونے سے کیوں شرماتے ہیں۔

وہ صرف اسلام اور مسلمانوں کو ہی اپنا ہدف کیوں بنائے ہوتے ہیں جب کہ ان کے نبی نے اپنے کئی ایک "اسماء حسنیٰ" دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کے ناموں پر بھی رکھے ہوئے ہیں۔ جیسے کرشن' رودر گوپال' برہمن او تار اور امین الملک جے سنگھ بہادر وغیرہ۔

مسلم امہ کی ترجمانی کرتے ہوئے روزنامہ "نوائے وقت" نے نگراں حکومت سے بجا طور پر مطالبہ کیا ہے کہ "وہ عالمی مالیاتی اداروں اور امریکہ کی خوشنودی کے لئے ناموس رسالت' کے منافی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی نہ کرے اور محض اپنے لبرل ہونے کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے ماورائے آئین فیصلے نہ کرے۔"

نگراں حکومت صدر مملکت اور "اہم شخصیات" عقیدہ ختم نبوت سے بے وفائی کرنے والے سابقہ سیاست دانوں کے انجام سے بے خبر نہیں ہوں گے۔ وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ گمنامی کی زندگی بسر کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور آج ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔ جب کہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جہاد کرنے والے مرحوم و مغفور رہنما آج بھی کروڑوں عقیدت مندوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔ نگراں حضرات الیکشن کروا کر اپنے گھروں کی راہ لیں۔ وہ طے شدہ معاملات کو نہ چھیڑیں کہ ایسا کرنا ان کے دائرہ کار میں شامل نہیں۔ اگر کسی "اہم شخصیت" یا شخصیتوں نے قادیانیوں کے متعلق آئینی ترمیم یا امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ساتھ گڑ بڑ کرنے کی کوشش کی تو وہ ہر مکتبہ فکر کے کروڑوں غیرتمند سرکٹ مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع کے لئے موجود پائیں گے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی عقیدت و محبت اور عشق کا مرکز و محور ہیں۔ آپ کے ناموس پر مسلمان اپنی جان' مال' اولاد اور والدین غرضیکہ ہر قیمتی متاع قربان کر دینے کو ہمہ وقت تیار اور اسے سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔ قادیانیوں کے متعلق آئینی ترمیم کی بنیادیں دس ہزار مسلمان نوجوانوں کے خون پر استوار ہیں اور کوئی مائی کا لال خواہ وہ کتنی ہی "اہم شخصیت" ہو اسے کالعدم یا غیر موثر نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی آزمانا چاہے تو کھل کر سامنے آئے' ہمیں میدان وہیں گو گے۔

(روزنامہ "نوائے وقت" ۲۷ جنوری ۱۹۹۷ء)

○

بقیہ : نوبل انعام

اسلامی کانفرنس نے ایک ارب ڈالر کے بجائے ۵ کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے۔"

"جدہ (جنگ فارن کم) ڈیسک۔ نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اسلامی ملکوں میں سائنس کے فروغ کے لئے فاؤنڈیشن قائم کریں گے تاکہ اسلامی ممالک کے باصلاحیت سائنس دان اپنے علم میں اضافہ کر سکیں' گلف ٹائمز کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ اسلامی ملکوں میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے ڈاکٹر سلام نے ٹریسٹی اٹلی میں نظریاتی طبیعات کا بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے جس کے وہ ڈائریکٹر ہیں اس مرکز سے ایک ہزار سائنس دان طبیعات کی تربیت حاصل کرتے ہیں ڈاکٹر سلام کے مرکز کو بین الاقوامی ایٹمی ادارے اور یونیسکو کا بھی تعاون حاصل ہے ڈاکٹر سلام نے بتایا کہ فاؤنڈیشن غیر سیاسی ادارہ ہوگا اور اسے مسلم ممالک کے سائنس دان چلائیں گے۔ اس کے علاوہ اسے اسلامی کانفرنس کی تنظیم سے منسلک کر دیا جائے گا تاہم ڈاکٹر سلام نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ مجوزہ فاؤنڈیشن کے لئے انہوں نے ایک ارب ڈالر کی تجویز رکھی تھی لیکن اسلامی کانفرنس نے اس کے لئے ۵ کروڑ ڈالر کی منظوری دی۔"

(جنگ لندن ۸ اگست ۱۹۸۵ء)

(جاری ہے)

ختم نبوۃ
KHATME NUBUWWAT

خواتین کا باریک لباس پہننا اور اس کے نقصانات

حکیم محمد عمر فاروق شیخ، جاپور

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں (یعنی باریک لباس پہنیں) اور دوسروں کو ریجھائیں اور خود (بھی) دوسروں پر ریجھیں، اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کر کے چلیں وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ (ہی) اس کی بو پائیں گی"۔ (صحیح مسلم)

فائدہ : موجودہ بے پردگی کا جو سیلاب ہے اس کی ابتدا مسلمان عورتوں میں صرف چہرے ہی سے ہوئی تھی لیکن اب تو یہ عالم ہے کہ آدھی کمر اور پورا سینہ اور بغل تک پوری بانہیں اور سر کھولے ہوئے بازاروں میں بے محابا گھومتی ہیں۔ جدید تہذیب، یورپی تہذیب نے بے شرمی کے رنگ میں ایسا رنگ دیا ہے کہ نوجوان لڑکیاں ہاف پینٹ یا نیکر یا ذرا سا جانگیہ پہن کر باہر نکل جاتی ہیں۔ رانیں، پنڈلیاں، سر اور کمر وغیرہ سب نظر آتے ہیں۔ جانگیہ پہن کر اوپر ذرا سی کرتی پہن لیتی ہیں جس کو فراک کہتے ہیں اس میں ذرا سی آستین ہوتی ہے یا بالکل ہی نہیں ہوتی اور گلہ اتنا چوڑا چکلا ہوتا ہے کہ نصف کمر اور سینہ تک نظر آتا ہے۔ اس طرح فیشن، آرٹ اور ثقافت کے نام پر ہر طرح کی بے شرمی اور بے حیائی و بے عزتی کو گوارا کر لیا جاتا ہے۔ مغرب کی کورانہ تقلید اور نت نئے فیشنوں نے مسلمان عورتوں کو بے پردہ بنا دیا ہے۔

جو خواتین مندرجہ بالا باریک لباس زیب تن کرتی ہیں جس سے نیم برہنہ بدن نظر آئے۔ یا وہ ایسا باریک لباس استعمال کرتی ہوں کہ جس سے جسم کے ہر ہر عضو کی ادا جھلکتی ہوئی نظر آئے اور بدن آسانی سے دیکھا جا سکتا ہو ایسی تمام خواتین مندرجہ بالا وعید میں شامل ہیں اور حدیث بالا ان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

ضروری وضاحت : البتہ! اگر میاں بیوی دونوں اکیلے ایسی جگہ رہتے ہوں جہاں کوئی غیر محرم نہ آتا ہو یا کسی بھی غیر محرم شخص کی نگاہ نہ پڑتی ہو تو ایسی جگہ پر محض اپنے خاوند کے لئے مندرجہ بالا باریک لباس پہننے کی اگرچہ گنجائش تو ضرور ہے تاہم "تقویٰ" کے خلاف ہے۔ تاکہ عیاشی کا جذبہ پیدا نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

بے پردگی اور اس کے نقصانات:

قال اللہ تبارک وتعالیٰ ......ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لھم عذاب الیم (سورۃ النور ۱۹)

"ترجمہ : جو لوگ مسلمانوں میں بدکاری کا چرچا کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ (ہی خوب) جانتے ہیں تم نہیں جانتے"۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۰۶-۱۰۷)

فائدہ : برادران اسلام!

پردہ ہماری اسلامی ثقافت کا آئینہ دار ہے، ہماری تہذیب کا شعار ہے، ہماری غیرت ایمانی کا تقاضہ ہے آپ جانتے ہیں کہ ہمارا تعلق آسمانی، آفاقی، عالمگیری، دائمی، انقلابی عظیم ترین مذہب اسلام سے ہے، ہمارے لئے سب سے بڑی حجت اللہ اور اس کے محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی شان ہے

جب اللہ اور اس کے محبوب نے انتہائی تاکیدی الفاظ میں پردے کا حکم دے دیا تو اب اگر ساری دنیا پردے کی مخالفت پر جمع ہو جائے، تمام ڈاکٹرز اسے مضر صحت قرار دے دیں، نام نہاد مفکرین اور سائنس دان اسے ترقی کی راہ کا سنگ گراں کہہ دیں، یورپ کی بھٹکی ہوئی اندھی عقل اسے نسوانیت پر ظلم و ستم کا نام دیدے، ہماری خواتین پر متحرک خیموں اور کفن پوش جنازوں کی پھبتیاں کسی جائیں، ہمیں دقیانوسیت کے طعنے دیئے جائیں، فرنگی حکمران ہم سے روٹھ کر بیٹھ جائیں، سات سمندر پار ہمارا داخلہ ممنوع ہو جائے، ہم یہ سب کچھ برداشت کر لیں گے، ہم سب کو ناراض کر لیں گے لیکن اللہ رب العالمین اور اپنے رہبرو رہنما و عظیم محسن اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہیں کریں گے اس لئے کہ ہماری سوچ تو یہ ہے کہ۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدنظر تو مرضئ جاناں نہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا کرنا چاہیے اور کیا کیا نہ چاہیے

قرآن و سنت میں پردہ داری کے واضح احکامات موجود ہیں اور بے پردگی کو فحاشی، بے حیائی اور بدکاری قرار دیا گیا ہے جو کسی بھی سچے مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔ ستر کے باب میں اسلام نے انسانی شرم و حیاء کی جس قدر صحیح اور مکمل نفسیاتی تعبیر کی ہے اس کا جواب دنیا کی کسی تہذیب میں پایا جاتا۔ آج دنیا کی مہذب ترین قوموں کا بھی یہی حال ہے کہ ان کے مردوں اور ان کی عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصہ کھول دینے میں باک نہیں۔ ان کے ہاں لباس محض زینت کے لئے استعمال ہوتا ہے ستر کے لئے نہیں، مگر اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر

کی اہمیت ہے‘ یہی وجہ ہے کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کے لئے جنسی کشش موجود ہے‘ عریانی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیاء کسی حال میں بھی برداشت نہیں کرتی‘ غیر تو غیر اسلام تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں اور بیوی ایک دوسرے کے سامنے بے جا ستر ننگا رکھے۔

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کو چاہئے کہ ستر کا لحاظ رکھے بالکل گدھوں کی طرح دونوں ننگے نہ ہوں“ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی برہنہ نہیں دیکھا“ حالانکہ دونوں میاں بیوی تھے“۔ (شمائل ترمذی)

جبکہ ہمارے بعض مسلم برادران اور خواتین ان احادیث طیبات اور ارشادات کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں اور مفت میں اس گناہ کا وبال اپنے گلے میں ڈالے جا رہے ہیں‘ نہ تو مرد حضرات اپنے ستر کا مکمل خیال رکھتے ہیں (جیسا کہ ہاکی‘ فٹبال‘ ٹینس‘ کبڈی ٹورنامنٹ‘ باکسنگ وغیرہ وغیرہ گیمز میں ستر کھلا ہوا ہوتا ہے) نہ ہی خواتین اس طرف توجہ دیتی ہیں بلکہ بلا پردہ و حجاب شاپنگ کے لئے مارکیٹوں‘ ہوٹلوں اور تفریح گاہوں میں کثرت سے دکھائی دیتی ہیں جبکہ بصورت مجبوری ضروری کام پردہ کی صورت میں انجام دیئے جاسکتے ہیں تاہم ایسا نہیں ہو رہا۔ بلکہ بعض خواتین کے سر پر تو دوپٹہ تک نہیں ہوتا۔ جبکہ اسلام عورتوں کو غیر مردوں کی اور مردوں کو غیر عورتوں کی دید سے لطف اندوز ہونے کی قطعاً“ اجازت نہیں دیتا اس کے باوجود لوگ سب کچھ جان بوجھ کر کرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ پس جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تکنے لگتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابح ۲۶۹ بحوالہ ترمذی)

یعنی شیطان اور شیطانی وسوسوں پر عمل کرنے والوں کی نظریں اس پر گڑ جاتی ہیں نظر کا گناہ تو اسی وقت شروع ہو جاتا ہے جب نامحرم عورت پر نظر ڈالی‘ اور زنا کے لئے یہ بے پردگی پیش خیمہ بن جائے گی۔

گھروں میں عورتیں‘ لڑکیاں اپنے رشتہ دار مردوں سے پردہ نہیں کرتیں مثلاً“ دیور‘ بہنوئی‘ ماموں زاد‘ تایا زاد‘ چچا زاد‘ پھوپھا زاد وغیرہ وغیرہ جبکہ ان سے بھی شرعاً“ پردہ کرنا ضروری ہے۔ دوسرے غیر مردوں (یعنی جو اپنے رشتہ دار نہ ہوں ان) سے تو خواتین پردہ کرلیتی ہیں اور اپنے رشتہ دار مرد جن سے پردہ کرنا بھی سخت ضروری ہیں ان سے نہیں کرتیں بلکہ فوراً“ کہدیتی ہیں کہ ہائے !ہائے ! یہ تو ہمارے اپنے ہیں‘ یہ تو ہمارے ماموں زاد ہیں‘ یہ تو چچا زاد ہیں‘ یہ تو پھوپھا زاد ہیں ان سے کیا پردہ اور تقریباً“ کچھ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نوجوان قسم کے لوگوں کو اپنے گھروں‘ کوٹھیوں پر بطور ملازم بطور ڈرائیور وغیرہ رکھ لیتے ہیں۔

بات یہ نہیں ہے کہ اس قسم کے لوگ برے ہوتے ہیں یا نہیں !بلکہ یہ آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس طرح ہر انسان برا نہیں ہو سکتا‘ بالکل اسی طرح ہر انسان ایسا اچھا بھی نہیں ہو سکتا کہ اس سے کوئی غلطی اور گناہ سرزد نہ ہو۔ تو بات یہاں اچھے اور برے کی نہیں ہے نہ ہی اسلام سب کو برا گردانتا ہے بلکہ یہ اسلام کا ایک اصول ہے اللہ اور اس کے رسول ؐ کا ایک عظیم فرمان ہے اس بنا پر پردہ کا حکم دیا جاتا ہے۔

ذخیرہ احادیث میں موجود ہے کہ ازدواج مطہرات میں سے بعض امہات المومنینؓ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھیں کہ اس وقت ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن ام مکتوم خانہ نبوی ؐ میں حاضر ہوئے تو آپ ؐ نے ازواج مطہراتؓ کو پردہ کا حکم ارشاد فرمایا ”کہ پردہ کرو امہات المومنینؓ نے عرض کیا کہ جی وہ تو نابینا ہیں! آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ نابینا ہیں‘ تم تو نابینا نہیں ہو“۔ (بلفظہ ترمذی‘ و ابوداؤد وغیرہما)

اس حدیث طیبہ کا مقصد (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) یہ ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ صحابی رسول عبداللہ ابن ام مکتومؓ بدکار یا بری عادات میں ملوث ہیں۔ یا امہات المومنینؓ میں ہی (نعوذ باللہ) کوئی سرکشی موجود ہے واللہ !ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ہمیں اللہ اور اس کے محبوب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل پیرا ہونا ہے بس !اور یہی ایک سچے مسلمان اور کامل مومن کی علامت ہے کہ وہ اپنی خواہشات اور من مانیوں کو بالائے طاق رکھ کر قرآن و سنت کے احکام پر عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

تو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پردہ کرنا قرآن و سنت کا ایک واضح حکم ہے اور اہل یورپ کے لئے معیوب شئے۔ ہمیں قرآن و سنت کے احکام سے متاثر ہونے کی اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے نہ کہ اہل یورپ سے متاثر ہونے کی۔ اس دور میں جو لوگ اہل یورپ سے متاثر ہیں وہی پردہ کو معیوب شئے سمجھتے ہیں‘ اور پردہ بالکل ہی نہیں کرتے‘ اور جو بعض پردہ کو اچھا یا اسلامی حکم سمجھتے ہیں وہ صرف غیروں سے پردہ کرلیتے ہیں اپنوں سے (یعنی اپنے وہ افراد جن سے پردہ کرنا ضروری ہے تفصیلات اوپر گزر چکی ہیں مثلاً“ بہنوئی وغیرہ) نہیں کرتے‘ پوچھنے پر کہدیتے ہیں کہ جی یہ تو ہمارے اپنے ہیں۔ جبکہ غیروں کی بہ نسبت ان اپنوں سے پردہ کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس جگہ فتنہ کا بہت زیادہ خطرہ ہے نیز ایسی صورت میں بسا اوقات نتیجہ بہت ہی بھیانک برآمد ہوتا ہے۔

کیونکہ اہل خانہ بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ یہ تو جی ہمارے اپنے (رشتہ دار) ہیں اور کھلی

چھٹی گھروں میں آنے جانے کی دی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے شیطان و اہل شیطان کو اپنی کارروائیوں کا کھلم کھلا موقع ہاتھ آجاتا ہے' پھر ان کا آپس میں مذاق (خوش طبعی' بے تکلفی) بھی بالکل عام سی بات ہوجاتی ہے۔ اہل خانہ اپنا' اپنا کرتے رہ جاتے ہیں جبکہ درپردہ وہ معاملہ کچھ اور ہوا جاتا ہے۔ ایسے موقع پر اگر کوئی بطور نصیحت کچھ کہہ دے تو یہ (اپ ٹو ڈیٹ) احباب الناہی نصیحت کرنے والے کے گلے پڑجاتے ہیں کہ تم تو بڑے تنگ نظر ہو' تم دوسروں کو بری نظروں سے دیکھتے ہو' تم ہمارے گھر کے افراد کو برا سمجھتے ہو وغیرہ وغیرہ یہ تو ہمارے پھوپھی زاد ہیں' ماموں زاد ہیں' تایا اور چچا زاد ہیں' یہ تو سب آپس میں بہن بھائی ہیں' بھلا کبھی بہن بھائی بھی غلط سوچ سکتے ہیں' کمال ہے بھئی' آپ تو سب کو بدکار ہی بدکار' بے حیاء اور بے غیرت سمجھتے ہیں!

جیسا کہ بسااوقات ان مصنوعی بہن بھائیوں کی صورت حال کچھ ایسی ہوتی ہے کہ جب چاہا (یعنی اہل خانہ اور رشتہ داروں کے سامنے) بہن بھائی بن گئے اور جب چاہا (اہل خانہ اور رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں) کچھ اور تو گویا کہ اس صورت حال کا ایک رخ بہن بھائی کا بن جاتا ہے اور دوسرا رخ میاں بیوی کا بن گیا۔ پھر نتیجہ بھی دونوں فریقین کو سہنا پڑتا ہے اس بدکاری اور بے حیائی سے اسلام ہم سب کو بچانا چاہتا ہے مگر افسوس! ہم اندھے عقل والے لوگوں کو قرآن و سنت کے حکمتوں سے لبریز احکام سمجھ میں نہیں آتے۔ اور اگر سمجھ میں آتے ہیں تو جان بوجھ کر ان پر عمل نہیں کرتے۔

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ : محرم! عورتوں کے پاس نہ جاؤ' ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عورت کے سسرالی رشتہ دار مردوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟" تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سسرالی رشتہ کے مرد اس کے لئے موت ہیں"۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۸ بحوالہ بخاری و مسلم)

چنانچہ دیوروں' بہنوئیوں وغیرہ وغیرہ سے مذاق کرنے والے' یا بھا بھیوں سے بلاتکلف رہنے والے احباب ذرا بچے اور ٹھنڈے دل سے اسلامی تعلیمات پر غور کرکے اپنے آپ کو مفت کے بے لذت گناہوں سے بچائیں ورنہ آیت بالا میں جس عذاب خداوندی کی نشاندہی کی گئی ہے اس کے لئے تیار رہیں مذکورہ آیت کریمہ میں جس عذاب کا تذکرہ ہے وہ آخرت کا عذاب ہے اور سطور بالا جس ذلت و خواری اور بدکاری کا تذکرہ ہے وہ اس دنیا کا عذاب ہے' غالباً" یہی مقصد ہے (**فی الدنیا والا آخرۃ واللہ یعلم وانتم لاتعلمون**" کا یہ تمام حقائق اپنی جگہ پر بجا ہیں تاہم نہ معلوم ہمیں ان پر اعتماد کیوں نہیں؟ یقین کیوں نہیں؟

ذرا سوچئے تو سہی! دعوے دینداری کے اور یقین فرنگیوں کی خرافات پر' دعوے ایمان کے اور نظر یورپ کی تہذیب و ثقافت پر' دعوے عشق رسالتؐ کے اور اطاعت دشمنان اسلام کی' نعرے امریکہ مردہ باد کے اور رگ رگ میں محبت ان کی مادر پدر آزادی سے۔

یہ تو اہل عرب کے ان بدوؤں والا انداز ہوا جو زبان سے ایمان کے دعوے کرتے تھے مگر ان کے دل ایمان سے خالی تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک کسی عورت کے آزاد ہونے کی نشانی یہ تھی کہ وہ باپردہ ہوگی' اور جو عورت بے پردہ ہوتی تھی وہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ آزاد نہیں ہے بلکہ کنیز ہے کیونکہ کنیز کو شریعت نے ایک حد تک پردہ کھولنے کی گنجائش دی ہے۔

اگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اس سوچ کی بنا پر میں یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ آزاد عورتیں صرف اور صرف وہی ہیں جو باپردہ رہتی ہیں' فحاشی' عریانی' بدکاری سے بچتی ہیں۔ اور جو عورتیں بے پردہ رہتی ہیں وہ حقیقت میں لونڈیاں ہیں' وہ غلامی کی زندگی گزار رہی ہیں' ان کے گلے میں غلامی کے طوق پڑے ہیں' رسم و رواج کی غلامی کا طوق' نفسانی خواہشات کی غلامی کا طوق' یورپ کی قابل نفرت ثقافت کی غلامی کا طوق "پردہ" سے بیشتر خرابیوں' اور جرائم کا سدباب ہوسکتا ہے' پردے سے بے حیائی کا خاتمہ ہوسکتا ہے' پردے سے فحاشی و عریانیت کا خاتمہ ہوسکتا ہے' پردے سے نظربازی کا خاتمہ ہوسکتا ہے' پردے سے عشق بازی اور ناجائز تعلقات کا خاتمہ ہوسکتا ہے' پردے سے نوجوان نسل بے راہ روی سے بچ سکتی ہے' معمولی سی عقل رکھنے والا شخص بھی پردے کی حکمتوں سے بے بہرہ نہیں ہوسکتا۔

بصورت دیگر جو لوگ ان باتوں' اصولوں اور قرآن و سنت کی ان مذکورہ ہدایت کو نہیں مانتے' ان پر اعتماد اور یقین نہیں رکھتے اور بے پردگی کی حمایت میں احکام اسلام کی کھلم کھلا مخالفت اور اس کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ گویا کہ معاشرے میں بے راہ روی پیدا کرکے بگاڑ پیدا کرنا چاہتے اور معاشرے کا سکون تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں اور دن رات معاشرے میں فحاشی' بے حیائی اور بدکاری کو فروغ دینے میں مصروف ہیں ایسے تمام حضرات کو آیت بالا اور اس کے ضمن میں گزرنے والی احادیث طیبات پر غور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے راقم الحروف کی کتاب "ضرب الامثال" ملاحظہ فرمائیں۔

عورت کا پردہ نہ کرنا اس کے مرد کے احمق ہونے کا بین ثبوت ہے' جیسا کہ اکبر الہ آبادی مرحوم بھی کہہ گئے ہیں کہ۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی میں گڑ گیا
پوچھا جب ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑگیا

آج کل مساوات کی آڑ لے کر پردہ کی دل کھول کر مخالفت کی جارہی ہے اور لوگ خوامخواہ گناہوں کی دلدل میں گرتے جارہے ہیں۔ اس بے

باقی صفحہ ۱۲ پر

بقیہ : آپ کے مسائل

کلام' مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے مرزا صاحب اور محمد رسول اللہ کے درمیان کوئی دوئی اور مغائرت نہیں ہے نہ وہ دونوں علیحدہ وجود ہیں۔ بلکہ دونوں ایک ہی شان' ایک ہی مرتبہ' ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی۔ غیر مسلم اقلیت ..... مرزا غلام احمد کو وہ تمام اوصاف و القاب اور مرتبہ و مقام دیتی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب بعینہ محمد رسول اللہ ہیں' محمد مصطفیٰ ہیں' احمد مجتبیٰ ہیں' خاتم الانبیاء ہیں' امام الرسل ہیں' رحمتہ للعالمین ہیں' صاحب کوثر ہیں' صاحب معراج ہیں' صاحب مقام محمود ہیں' صاحب فتح مبین ہیں' زمین و زمان اور کون و مکان صرف مرزا صاحب کی خاطر پیدا کئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بقول ان کے مرزا صاحب کی "بروزی بعثت" آنحضرت ﷺ کی اصل بعثت سے روحانیت میں اعلیٰ و اکمل ہے' آنحضرت ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کی ابتداء کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ ان ترقیات کی انتہا کا ___ وہ صرف تائیدات اور دفع بلیات کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ برکات کا زمانہ ہے۔ اس وقت اسلام پہلی رات کے چاند کی مانند تھا (جس کی کوئی روشنی نہیں) اور مرزا صاحب کا زمانہ چودھویں رات کے بدر کامل کے مشابہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کو تین ہزار معجزے دیئے گئے تھے اور مرزا صاحب کو دس لاکھ' بلکہ دس کروڑ' بلکہ بے شمار' حضور اکرم ﷺ کا ذہنی ارتقاء وہاں تک نہیں پہنچا جہاں تک مرزا صاحب نے ذہنی ترقی کی' آنحضرت ﷺ پر بہت سے وہ رموز و اسرار نہیں کھلے جو مرزا صاحب پر کھلے۔ مرزا صاحب کی آنحضرت ﷺ پر فضیلت و برتری کو دیکھ کر ...... قادیانیوں کے بقول ___ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت رسول پاک ﷺ تک تمام نبیوں سے عہد لیا کہ وہ مرزا صاحب پر ایمان لائیں اور ان کی بیعت و نصرت کریں۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیوں کے نزدیک نہ صرف مرزا صاحب کی شکل میں محمد رسول اللہ خود دوبارہ تشریف لائے ہیں' بلکہ مرزا صاحب غلام مرتضیٰ کے گھر پیدا ہونے والا قادیانی "محمد رسول اللہ" اصلی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنی شان میں بڑھ کر ہے۔ نعوذباللہ استغفراللہ۔

چنانچہ مرزا صاحب کے ایک مرید (یا قادیانی اصطلاح میں مرزا صاحب کے "صحابی") قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا صاحب کی شان میں ایک "نعت" لکھی' جسے خوشخط لکھوا کر اور خوبصورت فریم بنوا کر قادیان کی "بارگاہ رسالت" میں پیش کیا' مرزا صاحب اپنے نعت خواں سے بہت خوش ہوئے اور اسے بڑی دعائیں دیں۔ بعد میں وہ قصیدہ نعتیہ مرزا صاحب کے ترجمان اخبار بدر جلد ۲ نمبر ۴۳ میں شائع ہوا۔ وہ پرچہ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔ اس کے چار شعر ملاحظہ ہوں۔

امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں!
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یہ ہے قادیانیوں کا "محمد رسول اللہ" جس کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

چونکہ مسلمان' آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کو خاتم النبیین اور آخری نبی مانتے ہیں' اس لئے کسی مسلمان کی غیرت ایک لمحہ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ ﷺ کے بعد پیدا ہونے والے کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی منصب نبوت پر قدم رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کجا کہ ایک "غلام اسود" کو نعوذباللہ "محمد رسول اللہ" بلکہ آپ ﷺ سے بھی اعلیٰ و افضل بناڈالا جائے۔ بنابریں قادیان کی شریعت مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیتی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

"اب معاملہ صاف ہے' اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے' بلکہ وہی ہے"۔

"اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذباللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کسی طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو' مگر دوسری بعثت (قادیان کی بروزی بعثت..... ناقل) میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے...... آپ کا انکار کفر نہ ہو"۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (ایضاً ص ۱۱۰)

ظاہر ہے کہ اگر قادیانی بھی اسی محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کا کلمہ مسلمان پڑھتے ہیں تو قادیانی شریعت میں یہ "کفر کا فتویٰ" نازل نہ ہوتا۔ اس لئے مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ کے الفاظ گو ایک ہی ہیں مگر ان کے مفہوم میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

دنیا بھر میں

آپ کے

تجارتی و کاروباری

تعارف کا موثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وہائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

ہزاروں افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں

○ آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک موثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔

○ ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروز حشر شافع محشر ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ ختم نبوۃ

پڑھیے اور دوسروں تک بھی پہنچایئے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایم-اے جناح روڈ پرانی نمائش کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340